

بلوچستان صوبائی اسمبلی

سرکاری رپورٹ رپارہوان بجٹ اجلاس

مباحثات 2009ء

﴿اجلاس منعقدہ 24 جون 2009ء بمطابق 30 جمادی الثانی 1430ھ بروز بده﴾

ممبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلادت قرآن پاک اور ترجمہ۔	2
2	وقفہ سوالات۔	2
3	رخصت کی درخواستیں۔	3
4	میزانیہ بابت سال 10-2009ء پر عام بحث۔	3

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 24 جون 2009ء بمطابق 30 ربماں اول 1430ھ بروز بده بوقت صبح 11 بجھر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب پیغمبر محمد اسلام بھوتانی بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
جناب پیغمبر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
 تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيْمٍ ۝ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيْمٍ ۝ يَصْلُوْهَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ وَمَا فُلْمُ عَنْهَا
 بِغَائِيْنَ ۝ وَمَا أَدْرَكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ۝

﴿پارہ نمبر ۳۰ سورہ الانفطار آیت نمبر ۱۳ تا ۱۷﴾

ترجمہ: یقیناً نیک لوگ (جنت کے عیش و آرام اور) نعمتوں میں ہوں گے۔ اور یقیناً بدکار لوگ دوزخ میں ہوں گے۔ بد لے والے دن اس میں جائیں گے۔ وہ اس سے کبھی غائب نہ ہونے پائیں گے۔ تجھے کچھ خبر بھی ہے کہ بد لے کا دن کیا ہے۔ وَمَا عَلِيْنَا إِلَّا أَبْلَاغُ

وقفہ سوالات

جناب پیغمبر: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔

جناب جعفر خان مندو خیل صاحب اپنا سوال پکاریں۔ جعفر خان مندو خیل صاحب کی طرف سے جتنے سوالات آئے ہیں۔ off disposed گزارش ہے ارکین سے جب وہ سوالات کرتے ہیں محکمہ کامیں بہت وقت لگتا ہے مہربانی کر کے اس دن حاضر ہوا کریں جس دن حمن کے سوالات ہوتے ہیں۔

جناب پیغمبر: جی منستر ایریگیشن!

سردار محمد اسلام بن نجود (وزیر آپاٹی و بر قیات): جناب پیغمبر صاحب! آپ دیکھیں ان کے سوالات ایک پوری کتاب بن گئے ہیں اس کے لئے کہ ہم پورے بلوچستان سے معلومات جمع کرتے ہیں کل ہمارے وزیر خوارک صاحب کے سوالات تھے مہربانی کر کے میرے سوالات تھے وہ تشریف نہیں لائے یا تو وہ مہربانی کر کے

سوالات نہیں کریں جب سوالات کرتے ہیں تو وہ حاضر ہو جائیں تاکہ وہ جوابات بھی سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات بجا ہے اور آئندہ جب معزز اکیان سوالات کرتے ہیں تو کوشش کریں کہ وہ اس دن حاضر ہوا کریں۔

وزیر آپاشی و برقيات: جب سوالات کرتے ہیں تو وہ حاضر ہوا کریں۔

Mr . Speaker: These questions are treated disposed off.

وزیر آپاشی و برقيات: جناب! یہ سوالات آئندہ نہیں آئیں۔

سردارزادہ رشم خان جمالی (وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن): جناب! جعفر صاحب اور کھوسہ صاحب یہ دونوں سوالات کرتے ہیں۔ ہم تو سوال نہیں کر سکتے ہیں۔ جب یہ سوال کرتے ہیں تو حاضر ہوں۔ عجیب سالگتا ہے مخت کرنی پڑتی ہے دو مہینے میں جا کر جواب تیار ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

جناب محمد اعظم داوی (ایڈیشنل سیکرٹری لیجسلیشن): جناب محمد یونس ملازمی وزیر انفار میشن نے اپنی ہمشیرہ کی وفات پانے کی وجہ سے آج کے اجلاس سے رخصت کی استدعا کی ہے۔ مسز رو بینہ عرفان وزیر نے اپنی نجی مصروفیات کی بنابر لامور جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس سے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ (رخصت منظور ہوئی)

جناب سپیکر: مولوی صاحب! ملازمی انفار میشن منسٹر کی ہمشیرہ کیلئے فاتحہ پڑھیں۔

(دعاۓ مغفرت کی گئی)

میزانیہ با بت سال 2009ء پر عام بحث۔

جناب سپیکر: اسد اللہ بلوج صاحب!

میرا سداللہ بلوج (وزیر زراعت): شکریہ جناب سپیکر! جناب اسٹیٹ بنتی ہیں ان کے contents ہوتے ہیں وہ ہر سال بجٹ پیش کرتی ہیں تاریخ سے ہم نے سبق سیکھا ہے ان کی اپنی ہستہ ہوتی ہے جب پاکستان بننے جا رہا تھا محملی جناح قلات اسٹیٹ کی موجودگی میں آیا انہوں نے انکو کونسی کرنے کی کوشش کی کہ ہم ایسا ملک فلاجی بنا رہے ہیں اگر قلات اسٹیٹ اس میں شامل ہوتی ہے یا اس تحریک میں مدد کرے گی تو اس

کے معاشری تمام مسئلے حل ہو گئے تو اس سلسلے میں یہ ہوا اور ملک بنا اور 62 سال ہو چکے ہیں۔

جناب پسیکر: جی کیا پاؤ نئٹ آف آرڈر؟

مولانا محمد سرور موی خیل (وزیر محنت و افرادی قوت): جناب! بحث پر عام بحث ہو رہی ہے اور وزیر خزانہ نہیں ہیں کیا ان کی موجودگی ضروری نہیں ہے میں پوچھتا ہوں اصول کیا ہے؟

جناب پسیکر: انکی ٹیکم موجود ہے۔

وزیر محنت و افرادی قوت: آپ رو نگ دے دیں کہ ہونا چاہئے۔

جناب پسیکر: ہونا چاہئے۔ He is bound to be here. جی۔

وزیر زراعت: جناب! یہ ملک بنا 62 سال ہو گئے ہیں اس فیڈریشن کی جو اکانی ہے اس کو بنیادی حقوق نہیں ملے بنیادی حقوق یعنی جو fundamental rights ہوتے ہیں جب بھی بحث بتا ہے بحث کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ آمدنی اور خرچ کا موازنہ ہو۔ اس میں ایجوکیشن سیکٹر، ایگری لیکچر، سپورٹس، صاف پانی، ایریکیشن اور تمام جوانسانی ضروریات ہیں ان کے لئے جامع منصوبہ بندی کی جائے۔ ہماری توجیہ صورت حال ہے کہ جب جون کا مہینہ آتا ہے پوری بلوچستان کی کینٹ نواب اسلام خان کی قیادت میں ہم وہاں جا کر بھیک مانگتے ہیں جن میں ابھی تک نہیں دیا گیا ہے اگر قومی مالیاتی کمیشن جس کا آئین میں واضح ذکر ہے اس کے ایوارڈ کا اگر اعلان ہوتا ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہوتی کہ ہم وہاں جا کر تین ارب روپے کی بھیک مانگتے۔

جناب پسیکر! دنیا میں کہیں بھی وسائل کی تقسیم آبادی کی بنیاد پر نہیں ہے اور اس ملک میں مالیاتی کمیشن جس انداز سے جس طریقے سے ہے اس کی مختلف صورت ہے اس کے میرٹس ہوتے ہیں جو وسائل کی تقسیم ہوتی ہے وہ منصفانہ ہوتی ہے اور یہاں غیر منصفانہ طریقے سے ہو رہی ہے۔ اس کو بھگت رہے ہیں فرزندان بلوچستان کی سر زمین لوگ جو یہاں رہتے ہیں 1991ء میں GDS گیس کی مالیت کے حوالے سے اگر فگر کا واؤنٹ کیا جائے۔ تو وفاقی حکومت اس صوبے کے ایک سو سینتا لیس ارب کا قرض دار ہے جو ہمارے آئین، قانونی اور انسانی بنیادی حقوق ہیں جو ہمیں طاقت کے زور پر نہیں دیے جا رہے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں یہ نا انصافی ہے شروع سے جب یہ گیس نکلی تو اس کی اس طریقے سے لی گئی بلوچستان کے عوام کو اس کا خاطر خواہ فائدہ ملے ابھی ملین برٹش پریسٹ کے حوالے سے رکھا ہے اس وقت جو ان کی پالیسی ہے لیکن ابھی تو گیس کا بیس فیصد حصہ رہ گیا ہے جناب پسیکر! ہمارے ساتھ زیادتی ہے اس حوالے سے آئین میں صاف لکھا ہوا ہے کہ جس صوبے سے جو معدنیات نکلتی ہیں پہلے اس صوبے کے عوام کا حق بتاتا ہے ہماری گیس کے ایک ارب شیئر ہے۔ ان میں سے

پندرہ کروڑ پیک کو فرودخت کئے گئے ہیں باقی پچاسی کروڑ شیر و فاقی گورنمنٹ کے پاس ہیں وہ ٹیکس بھی لگا سکتی ہے اور منافع بھی کمارہی ہے۔ یہ کہاں کا قانون ہے کہاں کا دستور ہے اگر پچیس فیصد شیر پچیس کروڑ شیر بلوچستان گورنمنٹ کو دیئے جاتے۔ جو معزز ایوان قبل قدر ہے یہاں بیٹھے ہوئے ان کو مینڈیٹ ملا ہے وہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ کبھی ہاتھ پھیلانے کے لئے وفاق میں نہیں جاتے۔ جناب سپیکر صاحب! ابھی کس بات پر بحث کریں۔ وفاقی گورنمنٹ نے جو ڈیموں کے حوالے سے جو منی ڈیم چھوٹے چھوٹے ڈیموں کے حوالے سے ایک فارمولہ پیش کیا ہے۔ وہ برابری کی بنیاد پر ہے بلوچستان میں جہاں نہریں نہیں ہیں ایریگیشن نہیں ہے دریا کا پانی نہیں ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اسد صاحب! ایک منٹ۔ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: جناب! تمام معزز ممبر ایک ہی لفظ بولنے ہیں کہ ہم بھیک مانگنے جاتے ہیں۔ ہم فیڈرل گورنمنٹ میں اپنا حق مانگنے جاتے ہیں کوئی بھیک مانگنے نہیں جاتا ہے تو جناب والا! یہ لفظ آئندہ استعمال نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی راحیلہ صاحب!

محترم راحیلہ درانی (وزیر پر ایکی پوش ڈیپارٹمنٹ): جناب سپیکر! کل ہمارے ایک محترم پرنسپل امانت صاحب کو قتل کیا گیا ہے ان کے لئے دعاۓ مغفرت کی جائے۔ پورا ایوان اس کے لئے فاتحہ کرے۔

جناب سپیکر: جی اسد صاحب! ختم کر لیں۔ کرتے ہیں اس کے اختتام پر کرتے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب! دریا کا پانی بلوچستان میں نہیں ہے سندھ میں ہے پنجاب میں ہے۔ اور ہمارا لاکھوں کیوسک پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ جناب! ہم جب وفاق کے متعلق بات کرتے ہیں کچھ لوگوں کو اچھا نہیں لگتا ہے۔ پتہ نہیں کس لئے گورنمنٹ کی ایک commitment ہوتی ہے ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور پیک کی عوام کی ذمہ داری ہی ہوتی ہے۔ 2006ء میں یہاں سیلا ب آئے۔ طوفان آیا تباہی ہوئی آٹھ ارب کا اعلان کیا گیا تھا یہ فکر میرے پاس ہے۔ وہ پیسے آج تک نہیں دیئے گئے تو اس سلسلے میں جب ہم بحث میں بحث کرتے ہیں تو عوام کی جو حقیقی بنیاد پر حقوق ہیں وہ نہیں دیئے گئے۔ ابھی یہ روزگاری ہے مہنگائی نے تباہی مچا دی ہے اگر پندرہ فیصد تنخوا ہوں میں اضافہ ہوا ہے تو 200 فیصد مہنگائی میں ضافہ ہوا ہے چینی کا دال کا کیا بھاؤ ہے بحث جو بتا ہے ایک غریب آدمی کے لئے بتا ہے۔ اور اس ملک میں جو بڑے سرمایہ دار سرمایہ لگاتے ہیں کہ وہ اس ملک میں آ کر سرمایہ کاری کریں وہ سہولت نہیں دیتے ہیں۔ تو اس حوالے سے جناب! بلوچستان میں ہمارے جو معدنی

وسائل ہیں دنیا کے کس قانون میں ہے اس کے لئے دو فیصد رائٹی لے لیں یہ عمل ایک نوآبادیاتی colonial عمل ہے اس کا فارمولہ دنیا میں کہیں ایسا نہیں ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ سیندھ کی دو فیصد رائٹی کی بجائے جناب! اگر ہمیں پچیس پرسنٹ شیئر ملتا تو ہم آج اسلام آباد میں کبھی دستک نہیں دیتے۔ ہم نہیں مانتے ہیں ایسے قانون کو جس میں بلوجستان کے دس لاکھ عوام رات کو بھوکے سوئیں۔ ایسے قانون کو ہم نہیں مانتے ہیں ایسے دستور کو نہیں مانتے ہیں۔ دستور بنتے ہیں عوام کی خاطر۔ تو ہماری ریکوڈ اس سرزین کے فرزندوں کی دولت ہے امانت ہے اس سرزین کے نمائندوں کی ہم ان کو لوٹنے نہیں دیتے ہیں ایک قانون ہوتا ہے بین الاقوامی اصول ہوتا ہے اس مسلمہ اصول کے تحت ہم سے مل کر بات کریں جتنا استھصال ہوا ہے ابھی ہوش آیا ہے ابھی اس فورس میں نواب اسلام ریسائی جیسے شخص بیٹھے ہوئے ہیں یہ اسلام آباد کے حکمرانوں جیسے بندوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے حق کی بات کرتے ہیں صرف اپنی کرسی بچانے کی بات نہیں کریں اور ان کی قیادت میں یہاں سارے دوستِ متفق ہیں۔ جناب! آپ کے ملک میں 52 کار پوری شہر ہیں۔ بلوجستان کی ان میں نمائندگی کیا ہے ہمارے ساتھ کیوں ایسا ہو رہا ہے اس لئے کہ اس سرزین کو تیکیوں کی سرزین سمجھ رکھی ہے اس سرزین کے استھصال کے پیمانے کو ختم نہیں کر رہے ہیں جب ہم ہر سال جاتے ہیں اپنا حق مانگتے ہیں کچھ پیسے دے کر بھی ہم یہاں اس پوزیشن میں نہیں ہو سکے کہ ہم یہاں عوامی بجٹ بنائیں اس وقت اگر بجٹ کو دیکھیں تو ایک یونین کوسل کی سیوریج لائن کے لئے ناکافی ہے اس کی ذمہ دار وفاقی حکومت ہے صرف پانچ ارب روپے سے کیا ہو سکتا ہے اس میں ہمیں خوشی نہیں ہے لیکن زیادتیاں کہاں سے ہو رہی ہیں اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ ان زیادتیوں کا سلسلہ بہت جلد بند کیا جائے۔ جناب سیکر! ہمارے ایران اور افغانستان کے باڑ پر 97.77 بلین کا کارروبار ہوتا ہے امپورٹ ایکسپورٹ کے حوالے سے مرکزی حکومت کو کافی آمدنی ہوتی ہے لیکن اس ڈسٹرکٹ میں باقی بلوجستان کوچھوڑیں جہاں کشم کے عملے بیٹھے ہوئے ہیں ان علاقوں میں ایک اچھا ہمپتال بھی نہیں بناسکے اور اس حوالے سے بلوجستان میں پچیس لاکھن کوئلہ نکلتا ہے سات لاکھن یہاں سے سیب پیدا ہوتا ہے دس لاکھن کھجور یہاں سے پیدا ہوتی ہے ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور پچیس لاکھن جو کوئلہ یہاں پیدا ہو رہا ہے فی ٹن ایک سو ستر روپے وفاقی حکومت وصولی کر رہی ہے آپ نے دیکھا کہ اس بڑی صنعت میں لوگوں کو کیا ملا ہے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ حالات اور وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے فرزندان بلوجستان یہاں کے عوام کو ان کا حق دیا جائے اور حق ہم قانونی اور اصولی طور پر مانگ لیں۔ ایسا ہم کبھی نہیں ہونے دیں گے کہ دنیا کے جتنے سفارت خانے ہیں ان میں کوئی فرزند بلوجستان آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ پی آئی اے پوری دنیا میں ایک فرزند بلوجستان آپ کو نظر نہیں

آئے گا تو اس حوالے سے آپ کی سمجھی گورنمنٹ کے بینک ان میں بلوچستان کا ایک فرزند آپ کو نہیں نظر آیا گیا یہ کہاں کا انصاف ہے صرف بلوچستان کی اس وسیع و عریض سر زمین میزائنوں کے رتیخ کے لئے کافی ہے اس کے ٹیکسٹ کے لئے کافی ہے اور یہ کافی افسوس ہے کہ اس ترقی یافتہ دور میں دو وقت کی روٹی بلوچستان کے عوام کو میسر نہیں ہے اس کا بنیادی رو عمل یہ ہے کہ استعمال کے خلاف لوگ پہاڑوں پر چڑھے لوگ پہاڑوں پر چڑھتے ہیں۔ میں ان لوگوں کو سلام کرتا ہوں جو اپنے حقوق کی خاطرا پنی خوشحالی کی خاطر ظلم کے خلاف لڑ رہے ہیں اس لئے اسلام آباد کے حکمرانوں کو یہ ہوش آنا چاہئے کہ ملک صرف اسلام آباد اور لاہور کی رونقتوں کے لئے نہیں بنتا ہے۔ اور بلوچستان کے لاچار، غریب اور مسکین عوام اس ملک کا حصہ ہیں انہیں آئینی اور قانونی حقوق دیے جائیں تاکہ ہم اس پوزیشن میں رہیں جب بجٹ بنائیں یہاں بے روزگاری ختم ہو یہاں بجٹ بننے جا رہے ہیں کل یہاں عوام آ کر ہڑتال نہ کریں لی این پی (عوامی) نے مکلوپیش کی ہے دولاکھ گریجویٹ یہاں بے روزگار ہیں باقی کو چھوڑیں جن کو ہم روزگار نہیں دے سکتے ہیں تو کیا کریں گے لوگ جنکے باپ نے ان کو پڑھایا ماب کی دعا میں ان کے ساتھ تھیں ہم ان کو روزگار نہیں دے سکتے ہیں وہ کہاں جائیں گے اس لئے یہ استعمال کا نظام ختم ہونا چاہئے۔ سورج صرف ایک کیلئے نہیں نکلا ہے سورج ایک دن اس سر زمین کے فرزندوں کے لئے بھی نکلے گا ہمیشہ رات نہیں ہو گی ہمیشہ بادل نہیں ہو گے یہ بادل چھٹ جائیں گے ختم ہو گے اور ایک نئی روشنی آئے گی جس کی قیادت یہاں کے لوگ کریں گے۔ اس لئے جناب پسیکر صاحب! میں اپنی بجٹ تقریر پر کیا بول سکتا ہوں آسمیں وہ چیزیں نہیں تھیں جو ہم لوگوں کو دی جاتیں۔ لہذا اس بادل کا کوئی تصویر نہیں ہے میرے لئے قابل قدر ہے اُنکے جذبات کا میں قدر کرتا ہوں اور جن لوگوں نے استعمال کا نظام رائج کیا ہے میں ان لوگوں سے اپیل کرتا ہوں نواب اسلام رئیسانی کی قیادت میں اپنے حق کے لئے لڑوں گا۔ چاہے جیل جانا پڑے چاہے اس طریقے سے گورنمنٹ جائے اپنے حق کی خاطر لڑیں گے۔

بلوچ راجئی زندہ باد۔ استعمالی قوت مردہ باد۔ بلوچستان سر سبز بات۔

وزیر آپاٹی و بر قیات: جناب پسیکر! پرنسپل امانت مرزا صاحب کیلئے فاتحہ پڑھنا ہے۔

جناب پسیکر: مولوی صاحب! فاتحہ پڑھیں۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب پسیکر: جی محترمہ زیرینہ زہری صاحبہ! یہ میرے پاس نام آئے تھے۔ جی رستم صاحب!

وزیر ایکسائز اینڈ ٹکسیشن: جناب پسیکر! میں نواب اسلام رئیسانی اور وزیر آپاٹی سے روکوئیست کروں گا جو

ہمارے بلوچستان کی دونہریں کی تھر کینال اور پٹ فیڈر کینال سے پانی ملتا ہے کل کی رپورٹ ہے کہ کی تھر کینال سے ہمارا حق چوبیس سو کیوسک ہے لیکن وہاں سے چودہ سو کیوسک مل رہا ہے اور بقايا جوا یک ہزار کیوسک ہے وہ ابھی تک نہیں مل رہا ہے میری وزیر اعلیٰ اوروزیر آپاشی سے گزارش ہے کہ سی ایم سندھ سے بات کی جائے کہ ہمیں ہمارا حق دیا جائے جیسے ہمارے بھائی اسد بلوچ نے کہا کہ ہمیں پچھلے آٹھو سالوں سے ایک بات بتائی گئی ہے کہ بلوچستان کا کوئہ جو وفاقی گورنمنٹ میں وہ پانچ سے سات فیصد ہے لیکن ہمیں جو قدر دیا گیا ہے اور جو کوئہ ابھی مل رہا ہے وہ 0.5% پوائنٹ ہے۔ سی ایم صاحب سے گزارش ہے کہ ہمارا پانی کم ہے دو ہی نہریں ہیں بلوچستان میں سیراب کرتی ہیں اس سے ای یگیشن نہیں ہو سکے گی۔

وزیر آپاشی و برقيات: ہمارے معزز رکن نے آپاشی کے حوالے سے بات کی۔ میں ہاؤس اور سی ایم صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں اس وقت ہمارے پانی کا جو کوئہ ہے اس میں واقعی ایک ہزار کیوسک پانی کم مل رہا ہے کل میرے سندھ کے سیکرٹری ای یگیشن سے بات ہوئی کہ پانی کم آ رہا ہے۔ لیکن جو ہماری اطلاع ہے اور وفاق نے کہا ہے کہ بلوچستان کو اس کے کوئے کے مطابق پانی مل گا لیکن پانی ہمیں نہیں دے رہا ہے اور اس وقت وہاں چاول کی بوائی ہو رہی ہے ہمارے دو تین اضلاع جو نہری ہیں وہاں کے لوگ سراپا احتجاج ہیں میں سی ایم صاحب سے گزارش کروں گا کہ وزیر اعلیٰ سندھ سے بات کریں اور ایک میٹنگ سندھ کے سیکرٹری ای یگیشن اور وزیر اعلیٰ کے ساتھ، اگر وہ کوئی آنا چاہیں تو ہم انہیں دعوت دیتے ہیں وہ آ جائیں۔ کیونکہ یہ سریں مسئلہ ہے اور آنے والے دنوں میں یہ مسئلہ مزید گبھیر ہو گا۔

جناب سپیکر: محترمہ غزالہ گولہ صاحبہ! آپ کا نام تقریر کیلئے آیا ہے۔ جی میر جبیب الرحمن محمد حسنی

On point of order.

میر جبیب الرحمن محمد حسنی (وزیری بی۔ واسا): جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب! PTCL کے حوالے سے ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے۔ جناب! واشک وہاں رابطے کا ذریعہ صرف ٹیلیفون ہے پچھلے دنوں اس میں خرابی ہوئی رابطہ مقطوع ہو گیا اور پندرہ دن تک خراب رہا PTCL والوں کو کہتے رہے اخباروں میں بیان دیئے تو انہوں نے پندرہ دن کے بعد اس کو ٹھیک کر دیا یہ خرابی ہر دو تین مہینے میں ہوتی ہے جناب! ان کو باہند کیا جائے کہ جب یہ خراب ہو تو فوراً ٹھیک کر دیا جائے۔ اور جناب! دو مہینے پہلے ایک نو ٹیکنیشن ہوا تھا پولیس کو واپس لیویز میں کنورٹ کرنے کا۔ تو یہ ہوئیں رہا ہے اور پولیس والے اپنی ڈیوٹی میں دچپسی لئے نہیں رہے ہیں روز چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں ہوتی ہیں۔ ڈی سی او مختوظ نہیں انکی گاڑی چھین گئی پولیس والے بیٹھے رہے۔ پولیس والے لیویز والوں کو

ہینڈا اور نہیں کر رہے ہیں انکو پابند کیا جائے کہ یہ سٹم واپس لیویز کو ہینڈا اور کیا جائے۔

جناب پیکر: رولنگ

سیکرٹری اسمبلی! PTCL کے حکام ہیں انہیں خط لکھیں معزز رکن نے جو پوائنٹ raise کیا ہے اس بارے میں انہیں آگاہ کریں۔

جناب پیکر: محترمہ غزالہ گولہ صاحب!

محترمہ غزالہ گولہ بیگم (وزیر ترقیات و نوساں): جناب پیکر! ہمارے مسائل کو کہیں پر بھی مد نظر نہیں رکھا گیا بلکہ ہماری جتنی بھی فیصلیں پارلیمنٹری نیٹھی ہوئی ہیں ہم سب یہی چاہتے ہیں اور ان کے ہی کہنے پر میں یہ بات آگے بڑھالوں وہ بھی اپنی speech میں کہیں گے کہ ہمیں نہ تو کسی چیز میں کوٹھ دیا گیا اور نہ وویکن منشی کو کہیں پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ بھی کوئی وجود رکھتی ہے دوسرے provinces میں وویکن منشی کے ڈائریکٹوریٹ اور ڈیپارٹمنٹ بھی الگ ہیں سوائے ہمارے بلوچستان کے۔ ہمارے ساتھ جتنی بھی خواتین ہیں ناکہ صرف offices میں بلکہ گھر بیٹھی ہوئی عورتوں کی بھی ہم سے زیادہ توقعات ہوتی ہیں وہ یہی بحثیتیں کہ وویکن منشی کی اور یہ ہمارے مسائل کی اور ان چیزوں کی ذمہ دار ہے تو میں یہ نہیں کہتی ہوں کہ اچھا بجٹ پیش نہیں کیا گیا بجٹ میں کافی چیزیں رکھی گئی ہیں اور ہم اس چیز پر مبارکباد بھی دیتے ہیں اپنے آزریبل سی ایم صاحب کو اور وفاق کی طرف سے جوانہوں نے تعاون کیا اور یہ بجٹ پیش ہوا ساتھ میں کافی چیزوں کو اور بھی سامنے لا دُنگی ایک خواتین کے ایشور پر میں یہ بات ضرور اپنی معزز اسمبلی کے آگے بھر پر انداز میں دوبارہ کہوں گی کہ ہماری منشی کو ضرور consider کیا جائے اور دوسرے ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ اسے بھی ضرور آگے شامل کیا جائے اور نصیر آباد میں ایگر یکچھ کے حوالے سے میں کہوں گی کہ اب بھی گندم کی جاتی ہے لیکن پیڑی تو بھی بھی انہوں نے نظر میں نہیں رکھی اور اس دفعہ بھی جتنے مسائل اور جتنی چیزیں جعفر آباد اور نصیر آباد میں ہوئیں پہلے کھی نہیں ہوئی ہیں گورنمنٹ کو چاہیے کہ next good damage grower ہیں وہ اپنی چیز کو آگے لاسکیں تو میں معزز اسمبلی کے آگے پھر اپنی وویکن منشی کی بات کرتے ہوئے یہ ایک مرتبہ پھر اپل کرو گی کہ مہربانی کر کے اس میں وویکن منشی کو consider کیا جائے۔

Thank you so much

جناب پیکر: محترمہ حسن بانو صاحب!

محترمہ حسن باور خشناں: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ (درود پاک حضرت محمد ﷺ پر) السلام علیکم!

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ صوبائی حکومت نے انتہائی مشکل ترین مالی حالات میں پیش کیا ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کی انتخک کوششوں سے وفاقی PSDP میں بلوچستان کے لئے 50 ارب روپے کا حصول ممکن ہوا اور وفاق سے فنڈر ز کے حصول کے بعد ہی صوبائی بجٹ بنانا ممکن ہوا۔ جب بھی خسارے کا بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو اس میں بہت سی کمیاں رہ جاتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود صوبائی حکومت کی کوششوں سے قدر بہتر یہیں فری بجٹ پیش ہوا ہے۔ موجودہ بجٹ کے حوالے سے تعلیم اور صحت کے حقیقی مسائل پر روشنی ڈالنا چاہوں گی۔ تعلیم کا شعبہ نہایت اہم ہے اس شعبہ میں 109 پرائمری اسکولوں کو مڈل اور 108 مڈل اسکولوں کو ہائی کا درجہ دیا جارہا ہے۔ اور ساتھ ہی 111 نئے اسکول کھو لے جا رہے ہیں۔ صرف اسکولوں کا درجہ اور تعداد بڑھانے سے اس پسمند صوبے کا تعلیمی معیار بہتر نہیں ہو سکتا۔ جب تک ذہین اور قابل اساتذہ کی بھرتی کو یقینی نہیں بنایا جاتا۔ الہذا اساتذہ کی ایک ہزار نئی تخلیق کردہ اسامیوں پر میرٹ کے مطابق ذہین اور قابل اساتذہ کی بھرتی کو یقینی بنایا جائے۔ میری تجویز ہے کہ صوبائی حکومت حقیقی معنوں میں تعلیم کی بہتری کے لئے نئے اسکولوں کے قیام کے ساتھ ساتھ ذہین اور قابل اساتذہ کو بھرتی کرے اور شہری آبادی کے علاوہ دیہی علاقوں میں بھی اساتذہ کی حاضری کو یقینی بنائے۔ امن و امان کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو موجودہ صورت حال میں امن و امان کے حوالے سے بجٹ انتہائی نامناسب ہے حالانکہ ان حالات میں امن و امان کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ پنجاب حکومت کی طرز پر بلوچستان میں بھی ستی روٹی متعارف کرائی جائے ملک کے اگر دیگر صوبے میں کم قیمت میں روٹی فروخت ہو سکتی ہے تو ہمارے ہاں کیوں نہیں؟ کم از کم پانچ روپے کی ایک روٹی کی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ صحت کے حوالے سے حکومت سنده نے اپنے سرکاری ملازمین کے لئے ہیلٹھ انشورنس پالیسی متعارف کرائی ہے اور وفاقی حکومت نے بنیظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت ہیلٹھ انشورنس کی ایکیم متعارف کرار ہی ہے تجویز ہے اس طرز پر حکومت بلوچستان بھی ارکین اسمبلی اور سرکاری ملازمین کے لئے ہیلٹھ انشورنس پالیسی متعارف کرے۔ شکریہ

جناب سپیکر: Thank you اور کوئی بجٹ بحث میں حصہ لینا چاہیں گے جی محترمہ عظیمی احد!

محترمہ عظیمی احد پیر علی زی: Thank you سپیکر صاحب! آپ نے مجھے بجٹ پر بولنے کا موقع دیا سب سے پہلے اگر ہم بجٹ کے حوالے سے بات کریں جس طرح کا پچھلا بجٹ ہمارا تھا ان حالات میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ بلوچستان 10-2009ء میں اس طرح کا بجٹ پیش کرنے کے قابل ہو گا۔ بیشک اس میں

ہمارے وزیر اعلیٰ ہمارے فناں نسٹر اور ہماری تمام کابینہ مبارکباد کے مستحق ہیں انہوں نے وفاق سے 180 ارب روپے کی رقم لی اور اس کی مد میں ہم نے بجٹ بنایا لیکن اگر ہم یہ دیکھیں کہ ہمیں کیوں ہر مرتبہ، ہمارا جو ٹوٹل بجٹ ہے اُس کا 94% وہ وفاق سے دیا گیا ہے جبکہ صرف 6% وہ روپیہ جزیشن سے ہمیں ملا ہے اور اُس کو ملا کے ہم نے بجٹ بنایا ہے اگر ایسی صورتحال رہی اور ہمیں ہو سکتا ہے دوبارہ وفاق سے اتنی رقم نہ مل سکتے تو ہمیں امید ہے کہ وفاق دیتا رہے گا۔ تو ہمارا صوبہ کھنچی اس قابل نہیں ہو گا کہ ہم بجٹ پیش کر سکیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم نہ صرف دو مہینے سے محنت کرتے ہیں بلکہ باضابطہ طور پر تمام ممبران ایک کمیٹی ہائیکم اور این الیف سی ایوارڈ کی تقسیم پر کام کیا جائے تاکہ صوبے کیلئے مستقل طور پر کوئی ایسا راستہ ہو کہ ہم بجٹ بنانے کی پوزیشن میں ہمیشہ ہوا کریں ایک بات میں یہاں پر ضرور کہنا چاہو گی کہ بجٹ سے پہلے ہمیں اتنا کم ٹائم دیا جاتا ہے میں شاید نئے آنے والوں میں سے ہوں میں نے ان چار دنوں میں بہت کوشش کے باوجود تین books بہت سرسری طور پر پڑھ سکی ہوں جس میں وائٹ پیپر ہیں ان کے جو figures ہیں وہ بھی different receipts میں آپ کو ایک مثال دو گی کہ جیسے وائٹ بک میں جو ہمیں دیا گیا ہے ایک کیشن کا جو بجٹ ہے پچھلے سال اس میں ایک ارب تیس کروڑ تک تقریباً ایک کیشن میں خرچ ہوا ہے جبکہ receipts volume میں لکھا گیا ہے کہ دو ارب ہم خرچ کر چکے ہیں تو اس طرح کے differences سے تو بحث بناتی نہیں سکتے speech کیلئے ایک تو ہمیں ٹائم اتنا کم دیتے ہیں اور پھر books میں different دی ہے میں تو speech میں کہوں گی کیا کہ وہ ٹھیک ہو گا کہ نہیں دو بکس میں اسکی same different value کی کم از کم ہمیں ایک مہینہ تو دیا جائے کہ ہم اس پر speech کر سکیں چار ہزار pages پر ہمیں valumes دی گئی ہیں جن میں سے مشکل سے دو سو پڑھ سکتی ہوں اور وہ بھی شاید میں سرسری کیونکہ میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ دونوں کے جو figures ہیں وہی different ہیں تو اس طرح سے اگر ہم کھڑے ہو کہہ سکیں کہ بہت محنت کی گئی ہے اس کی تعریف بھی کرنی چاہے کہ ہر ایک کی جس طرح محنت کی گئی ہے اور لا یا گیا ہے اس طرح بجٹ وہ صحیح ہے لیکن بجٹ کو سمجھنا اور اس پر بحث کرنا میں نہیں سمجھتی کہ آدھا گھنٹہ ایک گھنٹہ دے کر کے اتنی اہم چیز اس پر پورا سال چلے گا ہم بات کر سکتے کم از کم پندرہ دن ایک مہینے تو ہونا چاہیے کہ اس پر بات کی جا سکے اگر ہم بجٹ کو سمجھنا چاہتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ آئندہ حکومت جب چلے اس میں کون کون سی خوبیاں کیوں یہ تو ہمارا بجٹ ہے وہ تقریباً تمام جو سیکھڑیز ہیں کہہ سکتے ہیں کہ ہماری پیور و کریسی نے بنائی ہے لیکن جوابدہ ہم ہیں اور ہمیں بجٹ تک کچھ نہیں پہنچا اور جو books ہمیں دے دی جاتی ہیں اُن کی جوانفار میشنز ہیں وہی آپس میں collapse کر یا تو ہم ان

انفار میشنز کا سہارا لے کر کے بجٹ پر کوئی بھی speech بناسکتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ایک اور بات یہاں پر کہنا چاہوںگی جیسے غزالہ گولہ نے کہا کہ last year میں نے یہ بات اپنی speech میں کہی تھی جس کی نہ تو خواتین نے تائید کی نہ کسی اور ممبر نے کہ پچھلے سال کی طرح اس سال بھی ہمارے بجٹ میں خواتین کیلئے کچھ بھی نہیں رکھا گیا صرف یہ کہنا کہ 50% ہیں اور 45% ہیں ہماری اسمبلی کا 51% ہیں اس سے میرے خیال میں بات نہیں بنے گی وہ یمن ڈولپمنٹ کیلئے بالکل رقم ہی مختص نہیں کی گئی ہے اس بجٹ میں تمام ممبران سے گزارش کروں گی کہ اس پر زور دیا جائے تاکہ وہ یمن ڈولپمنٹ کیلئے کچھ رقم رکھی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ایجوکیشن کے بارے میں جو میں نے پہلے کہا جس طرح سے کہ اگر واقعی اُنکی دائٹ بک کے جو figures ہیں وہ صحیح ہیں اور دو ارب کی بجائے ایک ارب تیس کروڑ خرچ کیا گیا ہے اگر ہم دو ارب خرچ نہ کر سکیں اور اگر ہم نے increase کر دیا تو کیا ہم خرچ کر پائیں گے صرف وہ ایکیم دے دینے سے تو ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ہم خرچ کر پائیں گے اور دوسرا ہمارے بجٹ میں ایک بہت بڑی چیز خوش آئندہ ہے 225% انوار نمنٹ میں ایکدم خوش آئندہ بالکل ہو گا لیکن کیا وہ پراجیکٹ دیئے گئے ہیں تائیں وہ کوئی وجہ بات ہیں جن کی بناء پر اس کا بجٹ 225% بڑھادینا چاہیے اس کے ساتھ ساتھ جیسا کہ آج کل کے حالات جارہے ہیں اور جس طرح ہمارے صوبے کے جو حالات ہیں اُن کے مطابق ہمارے پورے بجٹ کا ایک فیصد لا اینڈ آرڈر کی situation کے لئے رکھا گیا ہے جو کہ میرے خیال سے فکر مندی ہے ایک لمحہ فکر یہ ہے کہ جب تک اس صوبے میں امن و امان نہیں ہو گا تک تک PSDP یا ایکیمیں چل ہیں سکتیں ہم اسکوں بنادیں ہسپتال بنادیں۔ میرے حساب سے یہ رقم جو لا اینڈ آرڈر کی situation کیلئے رکھی گئی ہے وہ بہت کم ہے پچھلے بجٹ سے میرے خیال میں تھوڑا سا اس میں اضافہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ بجٹ کے حوالے سے میں کہنا چاہوںگی کہ ایجوکیشن میں جو سکالر شپ رکھے گئے ہیں جوئی جا ب دی گئی ہے اسکے علاوہ یونیورسٹیز کی گرانٹ ہے وہ واقعی بہت بہتر عمل ہے سرکاری ملازم میں کیلئے پیش میں اضافہ اس کی بے شک ہم سب تعریف کرتے ہیں اس کے علاوہ نئے بجٹ میں فخر سے کہنا چاہوںگی کہ فخر سے نہیں بلکہ میں کہتی ہوں افسوس سے sorry کہ جس طرح بے نظیر انکم سپورٹ کا جو ہمارا ٹولن بجٹ ہے وہ 70% جبکہ پورے بلوچستان کا 80% ہم خوش تو ہیں اس لئے شاید ہمیں پہلے کچھ نہیں ملا اب تھوڑا مل گیا تو ہم سب بہت خوش ہیں لیکن وفاق اُس پر اتنا دے سکتا ہے تو میرے خیال میں تو ہم بہت کچھ دے سکتے ہیں ہمارے اپنے صوبے کیلئے بھی تو جناب والا! میری یہی گزارش ہو گی بلکہ تمام ممبران سے کہ وہ یمن ڈولپمنٹ کیلئے کچھ نہ کچھ بجٹ میں لازمی رکھا جائے۔

Thank you very much.

جناب پیکر: I think we must appreciate education - Thank you minister efforts for upgrading so many educational institutions in Balochistan . اور کوئی بات کرنا چاہیں گے جی میرے پاس

نام بھی نہیں ہے ظہور صاحب ! آپ بات کرنا چاہیں گے بجٹ پر۔ میر ظہور حسین کھوسے صاحب !
میر ظہور حسین خان کھوسے: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ بہت شکر یہ پیکر صاحب ! آج بجٹ پر بحث ہے وفاقی حکومت ہمیشہ یہی کہتی ہے کہ ہم بلوچستان سے معافی مانگتے ہیں لیکن جب بلوچستان کا کوئی مسئلہ ہوتا ہے یا کوئی بجٹ کا problem ہوتا ہے تو ہمیں اسلام آباد باغ دوڑ کرنا پڑتی ہے کتنی افسوس کی بات ہے کہ ہم خود کفیل ہیں ساحل سمندر مچھلیاں ہیں ہمارے پاس نہری علاقے ہیں جعفر آباد اور نصیر آباد۔ گیس 1955ء سے تمام پاکستان میں پہنچ چکی ہے۔

جناب پیکر: میری گزارش ہے کہ تمام اراکین معزز رکن کو توجہ سے سنیں۔ Thank you
میر ظہور حسین خان کھوسے: ہمارے پاس پیٹرول، کھجور، سیب اور انہدم سب چیزیں ہیں لیکن ان کے باوجود ہم اپنا بجٹ پیش نہیں کر سکتے ہیں اس دل صاحب نے صحیح کہا کہ حق تو نہیں دیتے لیکن ہمیں بھیک مانگنا پڑتی ہے تو جناب پیکر ! اس کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کوئی لاچ عمل بنائیں اور مل کر کوشش کریں کہ ہم اپنا بجٹ بنائیں جب کہ ہمارے پاس تمام وسائل سونا ہے معد نیات ہیں میں نے جو ذکر کیا ہے سب کچھ ہونے کے باوجود ہمارے پاس کچھ نہیں ہے تو تختصر میں بجٹ پر appreciate کروں گا اور تعلیم کہ انہوں نے اپنا حصہ کافی بجٹ میں رکھا ہے ایک ہزار سے زیادہ ٹیچرز کی اسامیاں رکھوائی ہیں دوسو سے زیادہ ڈیل سکول اور ہائی سکول اپ گریدیشن کیلئے رکھوائے ہیں جو کہ بہت اچھی بات ہے۔

جناب پیکر: کھوسے صاحب ! اس میں وزیر خزانہ کا تعاون بھی شامل ہے۔
میر ظہور حسین خان کھوسے: اور 200 سے زیادہ ڈیل سکول اور دو ہزار کے قریب لیویز اور پولیس کی اسامیاں رکھی گئی ہیں۔ 4500 کے قریب پوٹیں رکھی گئی ہیں حالانکہ یہ تو بہت کم ہیں۔ لیکن ایسے بجٹ میں مناسب ہیں کافی ہیں جناب ! یہ افسوس کی بات ہے جب ہمارے صوبے میں کوئی کام شروع ہوتا ہے تو وہ غبن یا کرپشن کا شکار ہو جاتا ہے یا کوئی اور وجہ، ابھی حیر دین، ڈیرہ اللہ یار اور اوستہ محمد روڈ تقریباً 80 کلومیٹر ہے 2003ء سے یہ ایشیائی ترقیاتی بینک کی معرفت سے منظور ہوا ہے اور ایک کلومیٹر پر تقریباً پونے دو کروڑ فارم ٹو مارکیٹ روڈ ہے تقریباً ایک کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں لیکن اس وقت وہاں پتھر اور بجیاں پڑی ہوئی ہیں ایکسٹینڈ ہوتے ہیں

گاڑیاں کلٹی ہو جاتی ہیں لیکن اس طرف توجہ نہیں دے رہی ہے میں leader of the House سے التماں کروں گا کہ اس روڈ پر اسی کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور اس سال دسمبر میں مکمل ہونا ہے اور ایشیائی ترقیاتی بینک نے کہا ہے کہ میں اس کو مزید ایکشن نہیں دوں گا تو ایسی صورت حال میں یہ روڈ کیسے مکمل ہو سکتا ہے جبکہ آدھے سے زیادہ کام پڑا ہوا ہے تو وزیر صاحب سے التماں کریں گے کہ وہ اس طرف حیر دین، ڈیرہ اللہ یار، صحبت پورا اور اوستہ محدود 80 کلومیٹر ہے جو کہ نامکمل ہے کام برائے نام ہے دسمبر تک اس کو مکمل کرنے کیلئے کوشش کی جائے۔ دوسرا عرض یہ ہے کہ سندھ اور پنجاب میں جو بھی نہریں ہیں تقریباً دو ڈھانی ہزار کلومیٹر پر ہیں ہمارے ہاں تین چار بڑی نہریں ہیں ایک پٹ فیڈر جو کہ آٹھ ہزار کیوں سک سے زیادہ ہے کیا تھر جو کہ تین ہزار کیوں سک سے زیادہ ہے ڈیزرت کینال چوبیں سو کیوں سک سے زیادہ ہے لیکن وہ ایسے علاقے میں واقع ہیں جہاں پر sand ہے ریلا ہے پانی seepage ہو کے نکل جاتا ہے دوسرے صوبوں کی کمی نہریں بنائی جاتی ہیں تو ہمارے صوبے میں کیوں نہیں بنائی جاتیں 40% پانی seepage ہو کر نکل جاتا ہے اور ضائع ہو جاتا ہے اس کے علاوہ زمینوں کو بھی خراب کر رہا ہے وزیر اعلیٰ صاحب کوشش کریں مرکزی حکومت سے کہ ہمارے صوبے میں تمام نالے پکے ہوں کم از کم بڑی نہریں کمی ہوں تاکہ پانی کی بچت ہو اور زیادہ نقصان نہ ہو دوسرا علاقے کے تقریباً آٹھ سو ایک ہزار پلک ہیاتھ کے واٹر سپلائی جو کہ مکمل ہو چکے ہیں لیکن پچھلی گورنمنٹ کی پالیسی کہ ان کو کیمونٹی چلائے گی پندرہ سال سے وہ ویسے کے ویسے پڑے ہوئے ہیں دس پندرہ ارب روپے ہمارے ضائع ہو گئے ہیں ان کے اوپر کوئی کام نہیں ہوا۔ اس کو گورنمنٹ خود اپنے ذمے لے خود چلائے وہاں انکو روزگار دے تاکہ پینے کا پانی لوگوں کو مل سکے۔ جناب پیکر! زراعت کے متعلق، اس دفعہ برستیں زیادہ ہوئیں ہم مشکورو ممنون ہیں نواب صاحب کے کہ انہوں نے برستوں کی وجہ سے وہاں کے علاقوں کو آفت زدہ قرار دیا جسکی وجہ سے مالیہ معاف ہوا۔ لوگوں پر زرعی قرضے ہیں تو کوشش کیجائے کہ وہاں یا تمام بلوچستان کے زرعی قرضوں کو معاف کیا جائے اس کے علاوہ محکمہ زراعت زمینداروں کو علاقے کے لوگوں کو ترغیب دے کہ لیزر لیوں کرائیں۔ محکمہ زراعت لیزر لیوں کی مشینوں کو خرید کر سب سیڈی ریٹ پر لوگوں کو دے لوگوں کو لیزر لیوں سے روشناس کرائے اور انکو دکھائے کہ کس طرح سے یہ میں ہموار کرتی ہے اس میں ہماری فصل بھی بڑھے گی اور پانی کی بچت بھی ہو گی اس طرح ٹریکٹر کا ہمیں معلوم نہیں ہے کہ بلوچستان میں سب سیڈی ریٹ پر ملے گا یا نہیں جناب پیکر! جعفر آباد اور نصیر آباد کی تقریباً بارہ لاکھ کی آبادی ہے وہاں نہروں کے اوپر کوئی درخت وغیرہ نہیں ہے تو محکمہ جنگلات اور محکمہ ایری گلشن کوشش کریں وہاں پر درخت لگایا جائے تاکہ علاقہ سر سبز ہو اور اس کے علاوہ ڈریننگ سیستم سیور ٹریج سسٹم

ڈیرہ اللہ یار کا جناب پسیکر صاحب! تین سال سے اس پر آدھا کام ہوا ہے دس کروڑ روپے اس کے اوپر خرچ ہو چکے ہیں سیورٹج چھٹ نیچے ہے آگے اس کی نکاسی کا بندوبست نہیں ہے مکانات گرہے ہیں نیچے ڈوب رہے ہیں جناب پسیکر! ڈیرہ اللہ یار، جعفر رآ بادا و نصیر آباد گرم ترین علاقے ہیں وہاں ٹپر پچ 50 سنٹی گریڈ سے اوپر چلا جاتا ہے بھلی نہ ہونے کے برابر ہے تو زیر اعلیٰ سے ہم درخواست کریں گے کہ وہ ڈیرہ اللہ یار کے لئے ایک گرد اکٹشن کی کوشش کریں تاکہ وہاں بھلی کا مسئلہ حل ہو سکے تو یہ میرے معروضات نئے میں شکر یاد کرتا ہوں بہت مہربانی۔

جناب پسیکر: جی آپ کل بولے ہیں اچھا منسٹر وویناؤ ان پوانٹ آف آرڈر۔

انجینئر زمرک خان (وزیر مال): جناب! میں پوانٹ آف آرڈر پر یہ بات کروں گا کچھ ایسے مسئلے ہیں آج چیف منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں پہلے جو بجٹ کے حوالے سے بات ہوئی ہے میں اس کے متعلق صرف اتنا کہوں گا کہ اسلام آباد سے یا وفاق سے ہماری جوشکاریات ہیں یا ہم ان سے مانگتے ہیں وہ تو ہم کہتے ہیں اور یہ ہماری ڈیماں ڈھنڈ ہے کہ ہمیں صوبائی خود مختاری دی جائے ایسا نہیں ہے کہ ہم ہر ایک چیز کا کہیں کہ ہمارا روڈ نہیں ہے ہماری گیس کی رائٹلی نہیں ہے جب ہمیں صوبائی خود مختاری مل جائے گی تو ہمارے صوبے کے چھوٹے چھوٹے مسائل حل ہو جائیں گے چاہے پشوں خواہ ہے یا سندھ کے جو مطالبے ہیں وہ مسائل حل ہونگے اس کے متعلق انہوں نے یقین دہانی بھی کرائی ہے کہ اس پر بات کریں گے اور صوبائی خود مختاری دیں گے۔ دوسری بات بجٹ کی ہے اگر ہم اس کی مخالفت کریں گے تو یہ بجٹ ہم نے خود بنایا ہے ہمارے پارلیمانی لیڈر ان اور ہماری کیبنٹ انہوں نے ان کے ساتھ مکمل تعاون کیا ہے اور اس کیبنٹ نے اس کی منظوری دی ہوئی ہے اسیں خامیاں ہو سکتی ہیں اس میں اگر ہم پچاس ہزار اساماں نہیں دے سکتے ہیں تو میرے خیال میں پاکستان میں لاکھوں کی اساماں نہیں دے سکتے ہیں یہ بھی ہمارے چیف منسٹر اور وزیر خزانہ کی محنت سے جو بھی اساماں آئی ہوئی ہیں چار ہزار یا اس سے زیادہ یہ بھی ان کی کامیابی ہے ان خراب حالات میں جو وفاقی یا صوبائی بجٹ پیش ہوا ہے بہت متوازن بجٹ ہے اسیں ہماری زراعت میں سب سیڈی دی گئی ہے اور ایک بات میں نے چیف منسٹر صاحب کو کہنا ہے کہ جو ہمارا زرعی شعبہ ہے تمام زمیندار اس سے وابستہ ہیں اور اس سے کافی آمدن آرہی ہے وفاق نے یہ سب سیڈی ان کے لئے ختم کر دی ہے تو میں کہتا ہوں جتنے بھی ہمارے کو لیکر ہیں وفاق سے ہم یہ مطالبہ کریں کہ زراعت میں جو ہماری سب سیڈی ہے اس کو واپس برقرار رکھا جائے۔ دوسری بات یہ ہے جو وفاقی منصوبہ بندی میں کمیشن بنایا گیا ہے اسیں صرف پنجاب کو نمائندگی دی گئی ہے اور بلوچستان، سندھ اور پشاورخواہ سے کوئی نمائندگی نہیں دی گئی ہے جو ترقیاتی اسکیمیں بناتے ہیں یا بات کرتے ہیں تو اس سے پھر تعصب کی بات ہوتی ہے کہ ہمارے چھوٹے

صوبوں کو کوئی نمائندگی نہیں دی گئی ہے۔ ہم یہ مطلا لبہ کرتے ہیں کہ ہمارے صوبے کو اور باقی دو صوبوں کو بھی نمائندگی دی جائے۔ تو یہ دو چار پاؤنسٹس تھے جن کی میں نے نشاندہی کی ہمارے نواب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کے نالج میں لانا چاہتا تھا۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ پیر عبدالقدار گیلانی صاحب!
پیر عبدالقدار گیلانی: نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم امابعد۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب اور جناب عاصم کرد گلیو کو بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ جو بلوچستان کے محمد و دو سائل ہیں ان میں رہتے ہوئے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا گیا لیکن کچھ میری سفارشات ہیں جو میں ان کی خدمت میں پیش کروں گا سب سے پہلے جناب! میں لا اینڈ آرڈر کی پھوٹش پربات کروں نہ کہ صرف بلوچستان میں بلکہ پورے پاکستان میں لا اینڈ آرڈر کا بہت سیریس مسئلہ چل رہا ہے ہمارے اس بجٹ میں پولیس کے لئے دوسرے مکملوں کے لئے نافی وسائل رکھے گئے ہیں جس کی وجہ سے میرے خیال میں اگلے مالی سال کے دوران اتنے انتظامات نہیں ہو سکیں گے جس سے ہم بڑھتی ہوئی طالبانائزیشن یا دوسری دہشت گردیاں ہیں ان کا مقابلہ کر سکیں۔ ٹارگٹ ٹلنگ اور دوسرے واقعات جو پچھلے دو سال سے کوئی نہیں ہے انتہا روزانہ کا معمول بن چکے ہیں خاص طور پر ہزارہ کیمیونٹی کو اور اس کے علاوہ ہماری اہل سنت جماعت کی کیمیونٹی کو یہاں اس طرح سے ٹارگٹ کیا جا رہا ہے اور انہیں کوئی چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا جائے گا میری درخواست ہے کہ اس پر خاص توجہ دی جائے۔ تاکہ ہمیں ہمارے لوگوں کو تمام مکاتب فکر کو یہاں پر پوری سیکورٹی حاصل ہو۔ ہمارا دوسرا مسئلہ ہماری نیشنل سٹ پارٹیز جن کی وجہ سے بلوچستان میں کافی ایریاز ڈسٹریب ہے بہت سارے ایسے ایریاز ہیں جن کا ہمارے اسمبلی کے ارکان کو معلوم بھی ہے وہاں ان کی ہدایت پر اسکو لوں سے پاکستان کے جھنڈے اتار دیئے گئے ہیں قومی ترانہ بند کر دیا گیا ہے اور یہ ایشوروز بر و زمزیدخت ہوتا جا رہا ہے اور یہ مشکل صورت حال اختیار کر رہا ہے جس طرح کل بھی ٹارگٹ ٹلنگ میں ایک پرنسپل امانت صاحب کو یہاں پر مارا گیا ہے ان چیزوں کے حل کے لئے میرے خیال میں بجٹ کے علاوہ عرض کروں گا جب وزیر اعظم پاکستان یہاں کوئی نہیں آئے تھے تو انہیں صدر ریاستی صاحب اور حکومت ملک صاحب نے بھی سب نے کہا ہے کہ یہاں پر ہمارے لوگوں بلوچستان کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں تمام اسمبلی کے اندر اور باہر کے لوگوں کو بھی شامل کیا جائے اور یہاں سے بلوچستان کے لئے خاص طور پر تباویز پیش کی جائیں جو بلوچستان کے دیرینہ مسائل ہیں ان پروفاق توجہ دے سکے ایکشن لے اور اگر آئین میں تبدیلی کرنا پڑے وہ بھی کی جائے اور بلوچستان کے مسائل

حل کئے جائیں اور صوبائی خود اختاری کی طرف ایک قدم بڑھایا جائے۔ اس بجٹ تقریر کو میں غنیمت جانتے ہوئے وزیر اعظم صاحب کی توجہ دلاؤں گا کہ وہ ایک کمیٹی اس کے لئے فوراً تشکیل دے دیں اور اسمبلی میں موجود تمام پارٹیاں اور جو بائیکاٹ کیوجہ سے اسمبلی میں نہیں آسکی ہیں یا کسی اور وجہ سے ان کو بھی شامل کیا جائے وہ ایک ایسی جامع سفارشات یہاں پیش کرے اور وفاق کو بھیج دیئے جائیں جو ہمارے ان مسائل پر توجہ دے۔

جناب سپیکر! لا اینڈ آرڈر کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ بلوچستان میں کرامم ریٹ اور خاص کر کوئی میں جو کرامم ریٹ بڑھا ہے اس کے لئے ہماری حکومت کچھ نہیں کر سکی ہے اور کل چیف منٹر صاحب یہاں تشریف رکھتے تھے جب ہوم منٹر خود کہتے ہیں کہ میرے پاس تمام لسٹیں موجود ہیں کہ کون ٹارگٹ کلنگ کر رہا ہے اور کون مختلف واردات میں ملوث ہے پورے صوبے میں دہشت گردی میں مصروف ہے اور وہ کوئی ایکشن نہیں لے سکتے ہیں تو میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ سوال کروں گا کہ پھر کون اس پر ایکشن لے گا کیا دوبارہ پچھلے ادوار کی طرح یہ صوبائی حکومت فوج کو دعوت دے گی کہ وہ آئے اور بلوچستان کے حالات کو سمجھا لے یا کیا بلوچستان کے ان حالات کو دہشت گروں کے ہاتھوں میں surrender کر دیا جائے گا۔ تو یہ آگ پھیل رہی ہے اب کوئی کراچی روٹ پر کوئی گاڑی محفوظ نہیں ہے ہر تیری گاڑی کو لوٹا جا رہا ہے پچھلے پانچ چھوٹے دن پورے کوئی نہیں پڑول دستیاب نہیں تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ تمام پڑول پپ نے ہڑتاں کر دی تھی کہ ہمارے ٹینکراغوا کرنے جاتے ہیں چوری کر لئے جاتے ہیں اگر اس طرح کے سیر لیں معاملات پر اور ہمارے با اختیار ہوم منٹر یہ بیان دیتے ہیں کہ مجھے اختیار نہیں ہے تو کس کو اختیار ہے؟ اگر اس پر ایکشن نہیں لیا جائے گا تو ہماری جان و مال کوئی چیز یہاں پر محفوظ نہیں ہوگی ہماری چادر اور چارہ یا واری کا تقدس پامال ہوتا رہے گا سرکاری افسران کو گھروں کے اندر ٹارگٹ کیا جاتا ہے لوگوں کے گھروں کے اندر گھس جاتے ہیں موڑ سائیکلیں کہیں پر محفوظ نہیں ہیں کوئی شریف آدمی کہیں محفوظ نہیں ہے وہ گھر سے کلمہ پڑھ کر فاتحہ پڑھ کر لکھتا ہے کہ پتہ نہیں واپس آ سکتا ہے یا نہیں۔ اس کے اوپر ہمیں سب سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور بجٹ میں سب سے زیادہ توجہ دی جائے۔ ہماری پولیس فورس کے لحاظ سے کم ہے یا بجٹ نہیں ہے یا آدمی نہیں ہے کی ہے تو اس پر توجہ دی جائے اور اس بجٹ میں ان کے لئے فنڈ زیادہ سے زیادہ رکھا جائے اور وفاقی حکومت سے گزارش کی جائے جس طرح سے پہلے وفاقی حکومت نے پچھلے سال بھی صدر صاحب اور وزیر اعظم صاحب نے کہا تھا جو چاہئے ہم دے دیتے ہیں جب وہ اتنی فراخ دلی کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو ہمیں بھی ان تمام مسائل پر ان سے بات کرنی چاہئے اور ٹارگٹ کلنگ کا جو سلسہ چل رہا ہے جو کہ آگے جا کر کسی صورت میں خراب ہو جائے اور بلوچستان گورنمنٹ بلوچستان پولیس اتحار ٹیز وہ اس

معاں ملے کو کنٹرول نہیں کر سکتی ہیں اس لئے فوج کو دعوت دی جائے گی تو اس کا ابھی سے تدارک کر دیا جائے اور اس معاں ملے کو روکا جائے جناب پسیکر! بہت ساری باتیں ہوئیں اس میں جو میں سمجھتا ہوں مہنگائی اور ہماری مالیاتی پوزیشن کے حوالے سے تخریج میں پندرہ فیصد کا اضافہ ہمارے ملازمین کے لئے رکھا گیا ہے کہ ان کی تخریج ہوں میں پندرہ فیصد اضافہ کیا جائے گا اور وفاقی حکومت نے بھی پہلے پندرہ اور بعد میں بیس فیصد کا کہا ہے جبکہ بلوچستان میں پسمندگی بہت زیادہ ہے حالات خراب ہیں لاءِ اینڈ آرڈر کی پسونیشن خراب ہے جس طرح سے وفاق نے بھی اس کو پھر بڑھا کر بیس فیصد کر دیا ہے تو اس بارے میں میری suggestion ہے کہ بلوچستان کے جتنے ملازمین ہیں ان کی تخریج ہوں میں کم سے کم پچیس فیصد اضافہ کیا جائے اور اس کے لئے اگر ہمارے پاس وسائل موجود نہیں ہیں تو وفاقی حکومت سے اس کے لئے سپورٹ لی جائے جیسے پہلے ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے کہا ہے کہ بڑے بھائی کا حق ادا کر دیا ہے تو بڑے بھائی کا حق صرف ایک کارڈ یا ہسپتال بنانے سے ادنیں ہوتا پچھلے ساٹھ سال سے جو ہمارے حقوق لئے گئے ہیں اس کا حق بہت لمبے عرصے میں ادا ہو گا تو اس میں پنجاب بھی فراخ دلی کا مظاہرہ کرے اور وفاق بھی فراخ دلی کا مظاہرہ کرے اس میں مکمل سپورٹ دی جائے تاکہ ہم اپنے ملازمین کے مسائل حل کریں۔ منزل ڈولپمنٹ اور ہماری اندھری ڈولپمنٹ یہ وہ سورزاں ہیں جو ہمیں کچھ نہ کچھ رو یوندیتی ہیں جس طرح فرمایا گیا ہے کہ پاکستان میں 62 منزل نکالی جا رہی ہیں اور ان میں سے چالیس بلوچستان سے نکالی جا رہی ہیں۔ تو دیکھنا یہ ہے کہ ان چالیس میں سے بلوچستان کو کتنا رو یونول رہا ہے میرے خیال میں جتنا ہونا چاہئے تھا وہ نہیں ہے سنده میں جو منزل نکالی جا رہی ہیں وہ بلوچستان کے مقامی میں کم ہیں لیکن ان کا رو یونہم سے زیادہ ہے۔ ان کی جزیش کا طریقہ کار بھی ایسا ہے کہ وہ بہت زیادہ بنا رہے ہیں میں نے پہلے بھی suggestion دی تھی اور کل متعلقہ منسٹر صاحب سے بات ہوئی ان کو میں نے پھر یہ suggestion دی کہ بلوچستان کے اندر منزل اندھری کو فروغ دینا ہے جس طرح گذانی میں مار بلٹی ہے اور دوسرا۔ ہم وہاں بناسکتے ہیں منزل کے لئے کام کرنا ہو گا اگر اس کو فروغ دینا ہے تو بلوچستان سے باہر جانے والی un processed material ان پر صوبائی سطح پر لیکس جو لگا ہوا ہے اس کو بڑھایا جائے تاکہ لوگ discourage ہوں یہاں سے raw material لے جانے سے روکا جائے اور ان پر لیکس لگایا جائے۔ اس میں لوگوں کو زیادہ سے زیادہ روزگار دیا جائے وفاقی حکومت بہت مہربانی کر رہی ہے اور ہمارے ساتھ بہت تعاون کر رہی ہے پچھلے سال بھی پروگرام میں help کیا۔ ہمارے منصوبوں کی سپورٹ کی تو گیس کی مد میں جو ہمارا حصہ بنتا ہے یا ہمیں حصہ ملنا چاہئے اس کی باتیں تو پچھلی کئی دہائیوں سے چل رہی ہیں لیکن اس کے

اوپر کچھ ہم کرنہیں سکے ہیں اگر وفاقی حکومت نے مہربانی کرنی ہے تو ان سے بات کی جائے جتنی گیس بلوچستان سے نکل رہی ہے اور پائپ لائن کے ذریعے جہاں بھی سپلائی ہو رہی ہے اس کے اوپر کچھ نہ کچھ لوکل سرچارج لوکل ٹیکس لگایا جائے تاکہ اس سے بلوچستان کو اتنی آمدنی مل جائے جس سے اسکا خسارہ پورا ہو اور اتنی آمدنی ہو سکتی ہے۔ اس وقت بلوچستان میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے وفاق میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے صدر صاحب پیپلز پارٹی کے ہیں ہر طرح سے ہمیں تعاون کی یقین دہانی ہے تو اس کے لئے یہ قدم اٹھایا جائے۔ پچھلے سال کے بجٹ کے حساب سے اس سال کے بجٹ میں جو وعدے کئے گئے ہیں ان میں میں صرف یہ عرض کروں گا برائے مہربانی حلقہ و ایز ڈسٹرکٹ وایز جنٹنی جاب یعنی نوکریاں ہیں ڈوزر ہاورز ہیں ایجوکیشن سیکٹر میں سکولوں کی ڈولپیمنٹ آپ گریڈیشن ہے نئے سکول پر اگمری، مل، ہائی سکول اور کالج زان میں تمام ضلعوں کو اور تمام حلقوں کو نظر میں رکھا جائے تاکہ پورے بلوچستان کو اس میں شیرٹمل سکے دولاکھ اسی ہزار ڈوزر ہاورر کئے گئے ہیں اگر اس کا حلقہ و ایز حساب کیا جائے تو اس میں آپ کوئی اضلاع ایسے نظر آئیں گے جن کو دو گھنٹے بھی نہ ملے ہوں۔ میرا جو حلقہ ہے پی بی 44 اس میں ایک گھنٹہ بھی کسی کو نہیں دیا گیا ہے دوسری بات ہمارے ساتھیوں نے اپنی بجٹ speech میں یہ پوانت کہا ہے اور کچھ ساتھیوں نے تو اتنے الفاظ کہے ہیں کہ اتنے بلڈوزر ہاور اور اسکیمیوں کا تواعلان کیا ہے لیکن بلڈوزر کہاں سے آئیں گے یہ بلڈوزر ہاور آپ نہیں دے رہے ہیں سب سیڈی پر آپ نہیں دے رہے ہیں اور اس ریٹ پر تو کوئی پرائیویٹ پارٹی آ کر لے گی بھی نہیں۔ تو اس کو کس طرح سے نمائیا جائے گا اور جو بڑے پراجیکٹ ہیں ان کو ڈسٹرکٹ وایز تقسیم کیا جائے اور جو بڑے پراجیکٹ کے بلڈوزر ہاورز ہیں وہ اس میں نہ گئے جائیں دولاکھ اسی ہزار میں سے اگر وزیر خزانہ صاحب سے پوچھا جائے تو اس میں زیادہ گھنٹے استعمال ہوئے ہیں وہ میرانی ڈیم کے ہیں اسی کا آگے incatchment area ہے اس کے اندر زیادہ تر بلڈوزر ہاور استعمال ہوئے ہیں۔ اس میں باقی ضلعوں کو باقی علاقوں کو بہت کم ملا ہے اور جو بڑے پراجیکٹ ان کو اسیں شامل نہ کیا جائے ہمارے بلوچستان کے اندر دیہی علاقے ہیں بارانی ہیں ہمارے ہاں ہر قسم کی زمینداری ہوتی ہے ہمارے جو شہر ہیں اس کے علاوہ جو ہمارے گاؤں ہیں پانی کے رخ میں ہمارے جو ایریا یا ہیں وہ پانی جو سمندر تک جاتا ہے ہمارے ان تمام رخ والے علاقوں کو پر ٹیکشن چاہئے اگرچہ ہم وہاں پر کم موریاں افرو ڈنہیں کر سکتے ہیں تو کچے بند بنائے جاتے ہیں یہ بلڈوزر ہاور اسیں ہی استعمال ہوتے ہیں لوگ اپنے گھروں کو اپنے گاؤں کو علاقے کو اس میں پروٹیکٹ کرتے ہیں اس پر توجہ دی جائے اور اس کی بھی تقسیم اس طرح سے کر لی جائے کہ برابری کی بنیاد پر ہو ہمارے ساتھیوں نے ایگر یکلپر کی سب سیڈی کے حوالے سے کہا ہے

وفاقی حکومت نے کہا ہے کہ اگر لیکچر سے سب سیدی ہٹائی جائے گی۔ پہلے سے اگر لیکچر بہت متاثر ہے پنجاب میں ہو جہاں بھی ہو کپاس اور چاول کی فصل متاثر ہو جکی ہے اب حالت یہ ہے کہ ہمارے زمیندار قرضوں پر چل رہے ہیں اگر یہ سب سیدی ہٹائی گئی تو زمیندار کا تو گزارہ نہیں ہو سکے گا اور بھی بل ادنیں کر سکیں گے۔ پاکستان میں جس طرح بھلی پر سب سیدی دی گئی ہے اگر اٹھائیں ہزار کی بجائے چار ہزار روپے بھلی کا بل آئے گا تو کونا بلوچستان کا زمیندار ہو گا کہ وہ بل ادا کر سکے گا بھلی کے اوپر اور دوسری زرعی اشیاء پر سب سیدی کو برقرار رکھا جائے باقی صوبوں میں اگر ہٹانا ہے تو ہٹائیں لیکن ہمارے صوبے میں سب سیدی کو برقرار رکھا جائے۔ میں ایک اور روئینٹ کروں گا کہ بلوچستان میں جتنی ووجہ الیکٹریفیکیشن کی اسکیمیں آتی ہیں وہ پورے بلوچستان کیلئے آتی ہیں لیکن صرف ایک ضلع لسیلہ ہے جو رہ جاتا ہے وہ تو KESC کے تحت ہے واپڈا کے تحت نہیں ہے اور اس وجہ سے اس کو کوئی فنڈ ایسے نہیں مل سکتے ہیں۔ جب بھی ووجہ الیکٹریفیکیشن ہو تو تمام اضلاع کی بات کی جائے واپڈا سے اجازت لیکر وہ پیسے KESC کو شفت کئے جائیں تاکہ وہاں پر بھی اس ڈولپمنٹ کا فائدہ ہو اور بلوچستان میں اب بھی جو ٹیوب ویل سب سیدی ریٹ پر لگ رہے ہیں لسیلہ میں بند ہو چکے ہیں اور 2004ء سے لے کر اب تک جو بھلی ان کو سب سیدی ریٹ پر لی رہی ہے باقی کو بھی اس فائدے سے نوازا جائے۔ میں ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں جناب پیغمبر! آپ کا کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع دیا۔ کچھ تجاویز پیش کروں بجٹ تجاویز میں تو ہر پاؤ نٹ پر بے انتہا تقید کی جاسکتی ہے بے انتہا اس میں خامیاں نکالی جاسکتی ہیں لیکن اپوزیشن کی پیغام پر آج میرا پہلا دن ہے تو میں یہ ترا نہیں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میں ہر چیز پر تقید کروں۔ میں ایک تعیری تقید اور حکومت کو بھی سپورٹ کرنے کی تقید حکومت کو کمزور یا ختم کرنے کی تقید نہیں کروں گا میں ایسی تقید کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت مضبوط ہو حکومت اچھی طرح چلے ہمارے بلوچستان کی ترقی ہو۔ حکومت کو جن معاملات میں ہماری سپورٹ کی ضرورت ہو گی جو معاشرے اپنے ہونگے ان میں انشاء اللہ ہم حکومت کی سپورٹ کریں گے جہاں پر غلط کام ہو رہا ہو گا ہم وہاں پر تقید کریں گے اور جہاں پر کسی مسئلے میں مسمحہوں گا کہ ہمیں بولنا چاہئے تو ہم اس کا حل بھی حکومت کو بتائیں گے۔ میں اب یہ کہہ دوں کہ بلوچستان کے ہر ضلع کو دس دس ارب روپے دے دیئے جائیں تو مجھے اس کا حل بھی حکومت کو بتا دینا چاہئے اور یہ دس ارب روپے کہاں سے آنے چاہیں تقید کرنا ہے اخبار میں نام لانا ہے حکومت کو بدنام کرنا ہے میں اس پر یقین نہیں کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ میرا ہر طرح سے تعاون ہو گا۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب۔ عاصم کرد گیلو صاحب اور حکومت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اس بجٹ کو انہوں نے بڑی محنت سے اور اپنے وسائل میں رہتے ہوئے تیار کیا ہے۔

Thank you very much.

(ڈیک بجائے گئے)

جناب سپیکر: کوئی اور بات کرنا چاہتا ہے۔ جی ظہور بلیدی صاحب!

میر ظہور احمد بلیدی (وزیری ڈی اے): شکر یہ جناب سپیکر صاحب! میں وزیر اعلیٰ بلوچستان اور روز بیرون خزانہ عاصم کرد گیا کواس بجٹ محدود وسائل میں رہتے ہوئے پیش کرنے پر مبارکہ پذیرش کرتا ہوں۔ یہ بجٹ میرے خیال سے بلوچستان اسمبلی کی تاریخ میں پہلا بجٹ ہے جس میں سب علاقوں کو یکساں ترقی کا موقع دیا گیا ہے۔ لیکن اگر ہم دیکھیں تو اس میں کچھ خامیاں ہیں وہ ہماری طرف سے نہیں وہ وفاقی حکومت کی طرف سے ہیں کیونکہ حقوقی دولت کی تقسیم ہے وہ اس طرح ہے کہ بلوچستان والوں کو بہت کم رقم دی جاتی ہے۔ ایک چیز جو این ایف سی میں ہے وہ یہ ہے کہ این ایف سی ایوارڈ 1997ء سے call نہیں کیا گیا ہے۔ اور دوسری چیز اس میں یہ ہے کہ جو بلوچستان کے حقوق ہیں وہ بہت کم ہیں اس میں ایک بات اور بھی ہے کہ بلوچستان کا جو ڈویزا بنل پول ہے وہ بہت محدود ہے جو بڑے بڑے ادارے ہیں وہ ڈویزا بنل پول میں نہیں آتے ہیں۔ تو اس طرح جناب والا! بلوچستان کیسے اس قابل ہو گا کہ اچھا بجٹ بنائے دوسرا اس بجٹ میں چونکہ بلوچستان کافی عرصے سے آپریشن کی زدیں رہا ہے یہاں سے لوگ مانیگیٹ کر کے دوسرے علاقوں میں جا کے آباد ہوئے ہیں اور کسپرسی کی زندگی نزارہ ہے ہیں ان کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہیں۔ تیسرا بات یہ ہے چونکہ ایجوکیشن اور ہیلتھ یہ ہمارے بہت ہی اہم ادارے ہیں اور بلوچستان باقی صوبوں کی نسبت ان اداروں میں بہت پیچھے ہے تو پچھلے سال ایجوکیشن کے حوالے سے جو رقم فراہم کی گئی تھی اس کا پرستیح زیادہ تھا تقریباً 14% ایجوکیشن کے حوالے سے دی گئی تھی اس سال وہ کم ہو کر 6% تک آگئی ہے۔ تو وفاقی حکومت جو پلانگ کمیشن ہے وہاں پر بلوچستان کا ایک بندہ نہیں ہے جو بلوچستان کے لئے بیٹھ کے منصوبہ بندی کرے اور معلوم ہو کہ بلوچستان میں کہاں محرومیاں ہیں کس کس چیز کی ضرورت ہے۔ اس طرح اگر بلوچستان کے ساتھ زیادتیاں چلتی رہیں تو میرے خیال میں معاملہ بہت خراب ہو جائیگا اور ہم آئندہ بلوچستان کے لئے اچھا بجٹ بنانے کے قابل نہیں ہو نگے۔ تو میں وزیر اعلیٰ بلوچستان چونکہ پیپلز پارٹی کی حکومت ہے سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان معاملات کو وفاق کے ساتھ اٹھائیں اور ان کو ٹھیک کرنے کے لئے ان کے ساتھ بات چیت کریں اور جلد از جلد ممکن ہو دو بارہ این ایف سی ایوارڈ کی کمیٹی تشکیل دینے کے لئے ان سے کہیں۔ اور دوسرا جو بلوچستان کے آئینی معاملات ہیں جن کی وجہ سے آج ٹارگٹ کنگ ہو رہی ہے لاءِ اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو رہا ہے اور روز بہ روز بلوچستان والوں کی احساس محرومی میں اضافہ ہو رہا ہے تو اس کے لئے جلد از جلد ممکن ہو تو وفاقی حکومت سے کہیں کہ 18 ویں ترمیم منظور کرے اور

اس میں کنکرنٹ لسٹ ختم کر کے تاکہ بلوچستان کے معاملات ہوڑے بہتر ہوں Thank you جناب پیکر!

جناب پیکر: جناب شفیق احمد خان صاحب!

جناب شفیق احمد خان (وزیر تعلیم): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔

10-2009ء کا جو بجٹ ہماری صوبائی گورنمنٹ نے پیش کیا ہے میں وزیر اعلیٰ بلوچستان اور عاصم کر دی گیا صاحب کو اور فناں ڈیپارٹمنٹ کے ساتھیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ان مشکل حالات میں یہ بجٹ بنایا ہے۔ جیسا کہ میرے ساتھیوں نے کہا کہ مرکز میں ہم کشکول لے کے جاتے ہیں اور خیرات مانگ کے لاتے ہیں۔ میں نواب اسلم رئیسانی صاحب کو اور ان کے ساتھیوں کو اس بات پر خراج تحسین پیش کروں گا کہ میں گزشتہ ادوار میں اپوزیشن کی بچوں پر بیٹھتا تھا اور میری بھی وہی speech ہوتی تھی ہم لڑتے تھے اور کہتے تھے کہ جناب والا! آپ نے ابجوکیشن کی مد میں کچھ نہیں رکھا آپ نے ہمیتھ کی مد میں کچھ نہیں رکھا روڑ اور نالی کی مد میں کچھ نہیں رکھا صاف پینے کے پانی کی مد میں کچھ نہیں رکھا۔ جب ہم اقتدار کی بچوں پر آئے ہم نے جب اپنے حالات دیکھے فناں ڈیپارٹمنٹ نے جب ہمارے سامنے لٹیں رکھیں کہ ہم نے 19 ارب روپے مرکز کے دینے ہیں ہمارے پانی کی مد میں جو پیسہ سندھ گورنمنٹ نے لینا ہے یا سوئی گیس رائٹلی کی مد میں جو ہمیں پیسہ ملتا ہے اور این ایف سی کی مد میں پیسہ ملتا ہے وہ اس قدر ناکافی ہے اس سے بجٹ بنانا ممکن ہے۔ ان باتوں کو سوچتے ہوئے چیف سیکرٹری صاحب کی جو کوششیں تھیں انہوں نے نواب صاحب کو ڈیپارٹمنٹ کو اور تمام ایم پی ایز منظر صاحب اکتوبر لیکر مرکز گئے وزیر اعظم اور صدر پاکستان کے سامنے اپنا کیس رکھا کہ مرکز نے بلوچستان گورنمنٹ کے ساتھ ہمیشہ سو تینی ماں والا سلوک رکھا گیا ہے۔ جب سے یعنی 14 میہنے پہلے کی بات کر رہا ہوں کہ آج تک انہوں نے ہمیں کچھ نہیں دیا اس وقت جب بات رکھی گئی کیس بنائے پیش کیا گیا اور صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان نے جو 19 ارب روپے تھے off waive کیا معااف کرنا علیحدہ لفظ ہے off waive کیا انہوں نے اپنے ذمے لے لیا۔ وہ مرکزی گورنمنٹ کی responsibility بننی تھی لیکن اس کیس کو fight کرنے والا کوئی نہیں تھا نواب اسلم خان رئیسانی صاحب نے اس کیس کو fight کیا اس حوالے سے 48 کروڑ روپے جو ہم کیس کی صورت میں ادا کرتے تھے اس سے ہم آج پنج گئے اس کے بعد وزیر اعظم پاکستان نے 3 ارب روپے اپنے صواب دیدی فنڈ سے دیئے ہمارے پاس بجٹ بنانے کے لئے پیسے نہیں تھے وہ پیسے ہمیں دیدیے گئے۔ اسکیمیں کوہم نے دیدیا اس میں ہماری کوئی نئی اسکیمیں شامل نہیں تھیں جس پر ہم نے بڑا احتجاج going on doing بھی کیا نواب صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے چونکہ وہ بھی جس علاقے سے جیت کر کے آئے ہیں ان کے حلقة

کے لئے کچھ بھی نہیں تھا اسی طریقے سے فناں ڈیپارٹمنٹ کا منزدروہ بھی اپنے علاقے سے ایکشن جیت کر آتا ہے یعنی کسی شخص کے پاس نہیں تھا وہ لوگ تھے جن کی پہلے سے on going اسکیمیں موجود تھیں ان کا کام ہوا۔ اس مرتبہ تمام ساتھیوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ ہم اس بجٹ کوئی شکل دینا چاہتے ہیں ایک نئی صورت میں سامنے لانا چاہتے ہیں تاکہ تمام ڈسٹرکٹ کسی کی حق تلفی نہ ہو اور اس حوالے سے یہ بجٹ معرض وجود میں آیا۔ اس بجٹ میں 40 فیصد on going اسکیبوں کو جاری اور 60 فیصد نئی اسکیمیں دی گئی ہیں۔ تو اس میں آپ دیکھیں ساٹھ سالوں میں ایجوکیشن میں ڈولپینٹ نہیں ہوئی تھی وہ 14 مہینوں میں ہوئی ہے ساٹھ سالوں میں 10686 پرائمری اسکول، 580 ہائی اسکول اور 860 ہائی اسکول بنائے گئے ہیں لیکن ان چودہ ماہ کے دوران 111 نئے پرائمری اسکولوں کو میں معرض وجود میں لا رہا ہوں اور 108 پرائمری کو ڈل اور 109 ڈل اسکولوں کو ہائی کا درجہ دے رہا ہوں۔ یعنی یہ فناں ڈیپارٹمنٹ کے تعاون سے کام ہوا وزیر اعلیٰ بلوچستان کے تعاون سے یہ کام ہوا تو مجھے اتنے اسکول ملے پھر اس کے علاوہ 1500 جا بز جو پہلے ہم اناؤنس کر چکے ہیں وہ ان 14 مہینوں میں میری تگ ودوا اور اس میں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی مدشامل تھی فناں ڈیپارٹمنٹ نے 1500 پوشیں مجھریلیز کیں آئندہ کے لئے انہوں نے مجھے ہزار پوشیں دی ہیں۔ اس کے علاوہ 14 نئے کالج ہم بنا رہے ہیں 6 پولی ٹینک علیحدہ ہم بنا رہے ہیں 3 کلیدیٹ کالج ہم بنا رہے ہیں اس طریقے سے ہمارے پاس جتنے بھی فنڈ رہائے چار پولی ٹینک اور کلیدیٹ کالج تھے ہم نے ابتدائی طور پر ان کی تعلیم شروع کر دی ہے۔ میں نے 40 لکھ روز بلوچی لینگوچ کے 40 براہوی کے اور 40 فارسی کی منظوری لی ہے وہ پوشیں بھی آئندہ انشاء اللہ پلک سروس کمیشن میں چلی جائیں گی۔ ایس ایس ٹی کی بھی ساڑھے چار سو پوشیں ہیں کیونکہ نے متفقہ طور پر وہ منظوری کی ہیں کہ وہ ایڈہاک basis پر لگائے جائیں لیکن بد قسمتی یہ تھی کہ اس میں چیف سیکرٹری صاحب کا ایک عذر تھا کہ یہ پلک سروس کمیشن کر لے۔ پلک سروس کمیشن کے پاس ڈھائی سو لکھ روز اور ساڑھے چار سو ایس ایس ٹی کی پوشیں آج بھی پنڈنگ پڑی ہیں۔ چونکہ بلوج belt میں حالات خراب ہیں جس کی وجہ سے وہاں ٹیچر جانے کے لئے تیار نہیں ہیں تو ہمارا مقصد یہ تھا کہ وہاں ہمارے پاس پڑھی لکھی خواتین بھی موجود ہیں اور پڑھے لکھے لوگ بھی۔ اس میں ایڈہاک basis پر جو ہم نے ٹیچر اپاؤنٹ کرنے کی اجازت دی تو چیف سیکرٹری کا ایک عذر یہ تھا کہ اس کو ہم پلک سروس کمیشن سے کروا تے ہیں اور پلک سروس کمیشن سے ریکوویسٹ کریں گے کہ وہ جلد سے جلد ان پوسٹوں پر عملدرآمد کرے لیکن تین مہینے گزرنے کے باوجود تاحال وہ پوشیں خالی پڑی ہیں۔ اور یہ اس طریقے سے میں نے اس بجٹ کے حوالے سے اور میرے ساتھیوں کے تعاون کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں تقریباً ڈھائی ہزار

کی لگ بھگ یہ پوٹیں اور ایک ہزار علیحدہ درجہ چہارم کی پوٹیں وہ مجھے دینے تو اس طریقے سے ساڑھے چار ہزار پوٹیں میرے پاس آ جائیں گے جس سے کسی حد تک بیروزگاری پر قابو پایا جا سکے گا اور اب بیکشن ڈیپارٹمنٹ کو فعال بنایا جا سکے گا۔ اس کے علاوہ چونکہ کوئی شہر کے جولاۓ اینڈ آرڈر کی پچویشن ہے اس کے لئے جو پیسہ رکھا گیا ہے ایک پرسنٹ کے حساب سے میں سمجھتا ہوں وہ ناقابلی ہے اسے increase ہونا چاہیے تھا اور چونکہ ہمارے مسائل میں مرکزی گورنمنٹ سے بھی اور صوبائی گورنمنٹ سے بھی آپ ساتھیوں کے توسط سے یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کم از کم ہمیں 40 ہزار نوکریاں چاہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ مجھے 17 اور 18 گریڈ کی نوکریاں دیں ہمارے پاس جو 28 ڈیپارٹمنٹس ہیں ان میں آپ درجہ چہارم کی پوٹیں create کروائیں تاکہ بیروزگاری کا مسئلہ حل ہو سکے بجٹ میں ایک خامی میں اپنے طور پر سمجھتا ہوں کہ ایک انڈسٹریل اسٹیٹ کو معرض وجود میں لانا چاہے تھا جو اس بجٹ میں نہیں ہے۔ انڈسٹریل اسٹیٹ کے آنے سے ہماری بیروزگاری کا مسئلہ حل ہوتا اور ہمارے لوگوں کو کاروبار کی سہولتیں بھی ملتیں جو ہمارا حق تھا۔ جو انڈسٹریل اسٹیٹ تھی وہ جب تک فری ٹیکس زون تھی اس وقت تک تو وہ کام کرتی رہی لیکن اس کے بعد جب اس پر ٹیکس لاگو کر دیا گیا، کیونکہ تمام کے تمام سرمایہ داران کا تعلق کراچی سے یالا ہور سے تھا اپنا سرمایہ و اسنڈ آپ کر کے وہاں سے چلے گئے۔ اور چند ایک کارخانے جو کسپرسی کی حالت میں چل رہے ہیں جن سے ہماری معيشت وہاں لوگوں کو ملازتیں بھی نہیں مل رہی ہیں بیروزگاری روز بہ روز عروج پر جا رہی ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئندہ ایک صحنی بجٹ لائیں اس میں انڈسٹریل اسٹیٹ کو بھی ذہن میں رکھیں اور مرکز سے ہمارا یہ مطالبہ ہونا چاہیے کہ کم سے کم چالیس ہزار 1 سے لیکر 9 گریڈ تک کی پوٹیں create کریں تاکہ ہماری بیروزگاری کا مسئلہ حل ہو۔ آج ہم دور و پیہ میں ایک مسئلے کو حل کر سکتے ہیں پھر دو ارب روپے میں وہ مسئلہ حل نہیں ہو گا اس سے بچنے کے لئے ہمارا حق ہمیں ملا ناچاہیے۔ اور جس طریقے سے نواب صاحب سیندھ، ریکوڈ اور گوادر پورٹ کے لئے fight کر رہے ہیں ان کو بلوچستان کے تحول میں دیا جائے بلوچستان کے اثنوں میں ان کو چونکہ وہ بلوچستان کے اثنائے ہیں بلوچستان کے حوالے ہونے چاہیں۔ زائد وقت گزرا ہے کسی بھی وزیر اعلیٰ نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایسی بات نہیں کی ہو گی مرکز ہم خیرات مانگنے کے لئے نہیں جاتے بلکہ وہاں لڑ کر اپنا حق وصول کر کے لاتے ہیں۔ این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے بھی نواب اسلم خان رئیسانی صاحب نے وہاں ایک بات رکھی ہے کہ ہمیں آبادی کی بنیاد پر ساتھ ساتھ آپ رقبے کو بھی مدنظر رکھیں گے اگر قبے کو آپ neglect کرے گے تو ہمیں مشکلات اٹھانا پڑیں گی۔ اور اس پر بڑی کوشش ہوئی ہے انشاء اللہ آپ کو ایک دو مہینے کے اندر اس کا بہترین رزلٹ ملے گا۔ اس کے علاوہ ایک اور بات

میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ڈیمز کا بڑا problem ہے بارشیں ہوتی ہیں پانی آتا ہے اور بہہ کر چلا جاتا ہے اس کے لئے بھی نواب صاحب اور ان کی پوری ٹیم نے محنت کی اس کے لئے وزیر اعظم پاکستان اور صدر پاکستان نے وعدہ بھی کیا اور یقین دہانی بھی کرائی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بھی رزلٹ جلد آپ کے سامنے آجائیگا۔ دوسری بات ہم نے جو یویز کی بحالی کے لئے کی وہ approval آگئی ہے کمشنر کی بحالی کی بات ہو چکی ہے آپ کے سامنے اسی طریقے سے ڈسٹرکٹ کمشنر بحال ہو چکے ہیں۔ پولیس صوبے کے متحت آجائیگی لائن اینڈ آرڈر کی situation کو کنٹرول کرنے کے لئے یہ تمام چیزیں آپ دیکھ رہے ہیں کہ بڑی کم مدت میں یہ مسائل حل ہو رہے ہیں اس میں صرف آپ تمام ساتھیوں کی مدد بھی درکار ہوتی ہے۔ اور چونکہ ہماری ٹیم کا جو لیڈر ہے وہ غیر جاندار ہو کر ہر چیز سے بالاتر ہو کر یہ سوچتا ہے کہ اس صوبے کی ترقی کے لئے ہمیں کیسا کرنا ہے یہی بات نواب اسلام خان ریسیسانی صاحب کی انہوں نے ایک اور بات بھی صدر اور وزیر اعظم صاحب کے سامنے رکھی کہ ہمارے لاپتہ افراد کی بات لوگ تو اخبارات اور دوسرے پلیٹ فارم کو استعمال کر کے کرتے ہیں انہوں نے صوبائی گورنمنٹ کے لیڈر کی حیثیت سے یہ بات کی کہ ہمارے لاپتہ افراد کو بازیاب کرایا جائے۔ اگر ان کے خلاف cases ہیں ان کو open عدالت میں لایا جائے تو اس سلسلے میں بھی بات چل رہی ہے۔ پھر صدر صاحب نے یہ کہا کہ آپ اپنی اسمبلی سے ایک قرارداد منتظر کر کے لائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ قرارداد بھی عنقریب ایک میں آجائیگی اور اس پر سیر حاصل بحث کرنے کے بعد ہم مرکز کو توجیح دینے گے قومی اسمبلی اور سینٹ سے پاس کر کے وہ تمام معاملے کو ہمیشہ کے لئے windup کر لینے۔ اور اسی طریقے سے بلوچستان کے حالات کو منظر رکھتے ہوئے ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے کہ وہ لوگوں سے یہاں کے عوام سے یہاں کے لیڈران صاحبان سے اور ان صاحبان سے جنہوں نے الیکشن میں حصہ نہیں لیا رابطہ کریگی۔ قوم پرست جماعتوں سے بھی رابطہ ہو رہے ہیں دو کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں انشاء اللہ ان کا رزلٹ بھی آپ کے سامنے عنقریب آجائیگا۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنے آج ہمارے پروفیسر قتل ہو رہے ہیں یا کوئی اور ساتھی شہید ہو رہے ہیں اور تمام ان ساتھیوں کو ان چیزوں کے لئے ہم ایک آدمی کو مورد الزام نہیں ٹھہر اسکتے ہیں ہم کسی شخص پر گمان نہیں کرتے گورنمنٹ کو ہم نے آئی جی کے لئے بھی کہا ہے آئی جی ایف سی کے لئے بھی کہا ہے فوج کو بھی یہ کہا ہے کہ الا اللہ اگر آپ یہ کام نہیں کر سکتے تو آپ بتا دیں کہ کون لوگ آخر اس کو solve کریں گے اس معاملے کو جو لائن اینڈ آرڈر کی situation جو پرائم create ہو رہے ہیں کون کر رہا ہے آج ہم نے مل کر نواب صاحب کو بھی یہی کہا کہ آپ دوبارہ وہی طریقہ استعمال کریں ڈپٹی کمشنر کو با اختیار کریں ایف سی کو با اختیار کریں تاکہ وہ اس چورا ہے کو

کنٹرول کر سکیں۔ دن دہاڑے لوگوں کو مار کر چلے جاتے ہیں پتہ نہیں چلتا کہ مارنے والا کون ہے مارنے والے کو یہ پتہ نہیں کہ میں کیوں مار رہا ہوں اور مرنے والے کو یہ پتہ نہیں کہ وہ کیوں مر رہا ہے۔ تو ان تمام چیزوں کو منظر رکھتے ہوئے میں آپ ساتھیوں کو کہ بجٹ میں جو چیزیں رکھی گئی ہیں یہ میرے حساب سے پوری نہیں ہیں لیکن گزشتہ بجٹ پر آپ نظر دوڑائیں اور آئندہ آنے والے بجٹ پر، آپ دیکھیں گے اگر ہم سب نے sincere ہو کر کام کیا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ تمام ساتھی آپ کو ایک اچھا progress دینے۔ اسکوں تو میں نے up grade کر دیئے کنستِ کشن ہمارے ایم پی اے اور فسٹر صاحبان نے خود کرنی ہے اس کے لئے suggestion ان کو میں لیٹر لکھ رہا ہوں کہ بھی یہ یہ اسکوں آپ کے علاقے میں up grade ہوئے ہیں کمرے تغیر کر کے آپ دینے لیج پر میں provid کر دوں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ تعلیم کی طرف ہم بہتر طریقے سے آگے جائیں گے۔ صحت کے لئے چونکہ ہمارا علاقہ بہت وسیع ہے بہت دور دوڑتک ہماری آبادی پھیلی ہوئی ہے زچلی کے دوران ہماری 70 فیصد خواتین اور بچے فوت ہو جاتے ہیں جس کے لئے عین اللہ مسٹر صاحب نے بھی اپنی اسکیمات دی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ within six month complete ہو جائیگی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہم اس problem کو بھی solve کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس کے علاوہ پہلے کا صاف پانی کیونکہ زیریز میں پانی نہیں ہے جب تک ڈیم تغیر نہیں ہو گے ڈیم کا پیسہ بھی ریلیز ہونے والا ہے اس پر جلد از جلد میری نواب صاحب سے گزارش ہے کہ اس کے لئے ایک اپیش ٹیم تشکیل دے دیں تاکہ وہ فناں ڈیپارٹمنٹ اور پی اینڈ ڈی کے ساتھ ملکہ دیکھیں کہ کوئی جگہ suitable ہے اور کہاں کہاں پر یہ کام ہو رہا ہے پراجیکٹ کو کتنی جلدی شروع کیا جائے باہر کی کمپنی کو تھیکنہ دیا جائے جیسے پہلے آپ نے تمام روڑوں کے ٹھیک ایسے لوگوں کو دیئے جن کا تعلق بلوچستان سے نہیں ہے اور وہ جانتے بھی نہیں ہیں کہ کس علاقے میں کیسے کام کرنا ہے گواہ سے لیکر تربت تک جو پل ہیں ابھی تک نہیں بنے ہیں روڈ تو بن گیا اس کے تقریباً 38 چھوٹے چھوٹے پل ہیں وہ اگر بن جائیں تو وہ ڈھائی گھنٹے کا راستہ ایک گھنٹے میں ختم ہو جائیگا۔ چمن کی پوزیشن بھی اسی طرح ہے مستوگنگ کے راستے جب ہم کراچی کی طرف جاتے ہیں آپ جا کر اس روڈ کی حالت دیکھیں کہ کتنی ابتر حالت میں ہے جو چھ گھنٹے کا سفر چودہ گھنٹے میں ہم طے کرتے ہیں۔ اسی طریقے سے مرکز کے فنڈر ڈڑھی ہمارے نالج میں ہونے چاہئیں اسی طریقے سے سی اینڈ ڈبیوڈ ڈیپارٹمنٹ ہے بی اینڈ آر ہے ان تمام کے جو پراجیکٹس ہیں ان کے لئے میں نواب صاحب سے کہونگا چونکہ میرے پراجیکٹ کا مجھے علم نہیں ہے جو بھی پراجیکٹ میرے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا بتتا ہے وہ بی اینڈ آر ڈیپارٹمنٹ بناتا ہے وہ پیسہ ڈائریکٹ ان کو جاتا ہے اور اس کے لئے میں سمجھتا

ہوں ایک کمیٹی بنائی جائے کہ ہمارے کام جلد از جلد مکمل ہو جائیں۔ اتحل، پبلہ، لورالائی، تزوہب، قلعہ عبداللہ، قلعہ سیف اللہ اور حضرت آباد ان تمام کا الجزر کی میں لسٹ نواب صاحب کو provide کر رہا ہوں اور میرا سب سے بڑا ایک پراملہم یہ ہے کہ میرے فیصلہ اسکول ان کی باڈنڈری وال نہیں ہے کیونکہ میری بچیاں اور میری ٹیچرزوہاں جا کر بیٹھتی ہیں تو وہاں سے ٹریفک بھی گزر رہا ہے لوگ بھی گزر رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کو پڑھنے اور پڑھانے میں بڑا problem ہو رہا ہے۔ تو اس کے لئے بھی میں گزارش کروں گا چونکہ اس بحث میں اچھی چیزیں رکھی گئی ہیں لیکن کچھ خامیاں ہیں آئندہ آنے والے ضمنی بحث میں یہ چیزیں بھی رکھی جائیں اور ہم سے suggestion لی جائے لاءِ عین قانون بنا تا قانون سازی پیغمبر کو استعمال کرنا یہ ڈیپارٹمنٹس کا کام ہے وہ اس طریقے سے کہ ان سے progress لیا جائے سیکرٹریز سے معلومات لیں جو سیکرٹری کام نہ کرے اس کے خلاف کارروائی ہوئی چاہیے میں cabinet میں ایک suggestion لارہا ہوں کہ کم از کم سیکرٹری کی اے سی آرکھتھ وقت جو منٹر ہے اس کا کاؤنٹر سائنس ہونا چاہیے اس کی وجہ یہ ہو گی کہ سیکرٹری کم از کم من مانی نہیں کریگا وہاں نہیں کریگا اس کے ذہن میں یہ ہو گا کہ میں اس بندے کا کام نہیں کروں گا تو کل جب ہماری فائلیں جاتی ہیں تو اسی ٹیبل پر رہ جاتی ہیں تو میں آپ کو مشترکہ طور پر cabinet کے لئے ایک letter بنادونگا تاکہ یہ بات ہو جائے جیسے کہ چیف سیکرٹری کا کاؤنٹر سائنس وزیر اعلیٰ کرتا ہے اسی طریقے سے سیکرٹریوں کے کاؤنٹر سائنس منسٹر صاحبان کریں گے۔

Thank you very much

(ڈیک بجائے گئے)

اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر صدارت کی گرسی پر متنکن ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر بی ڈی اے صاحب!

حاجی محمد نواز (وزیر بی ڈی اے): (عربی) اعوذ بالله من الشیطین الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ نواب محمد اسلم خان رئیسانی اور وزیر خزانہ میر محمد عاصم کرد گیلو صاحب کی ان کاوشوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے محمد و دو سائل میں رہتے ہوئے ایک متوازن بحث پیش کیا۔ ایک بحث جوابی بن چکا ہے اب پاس ہونے کے مرافق میں ہے انہی کو دیکھتے ہوئے اب جو ہماری ذمہ داریاں بنتی ہیں ہم نے تو ان پر جو ذمہ داری ڈالی تھی انہوں نے تو پوری کی مرکز گئے وہاں سے فٹ لیکر آئے اور ہم لوگوں سے تجاویز لیں ہم نے اسکیمات دیں جو کچھ بھی ہم لوگ چاہ رہے تھے وہی کچھ ہمارے ساتھ ہو گیا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ یہ چیزیں اپنے ٹھکانے پر کیسے لگ جائیں میں سمجھتا ہوں کہ ہم عوامی نمائندے ہونے کے ناطے اپنے اوپر یہ ذمہ داریاں

ڈال دیں کہ جو بھی اسکیمات ہم نے دی ہیں ہم جا کر خود ان کی نگرانی کریں تاکہ زمین پر کچھ نظر آ سکے۔ دوسرا بات یہ ہے کہ اب جو معاملہ چل رہا ہے بجٹ پر توبث ہوتی جا رہی ہے تجویز دی جا رہی ہیں اور دی جا چکی ہیں ہم یوں دیکھ لیں کہ ہم نے روزگار کے جموانعے پیدا کیے ہیں آیا یہ ہمارے صوبے کے لئے کافی ہیں قطعاً نہیں۔ پچھلے سال ہم اور ڈرافٹ میں جا رہے تھے پھر بھی ہمارے پاس کچھ vacancies تو تھیں لیکن وہ نہ ہونے کے برابر اس سال اس میں تھوڑی بہتری آئی ہے 4122 پوسٹس پیدا کی گئی ہیں اب لوگ یہ چاہ رہے ہیں کہ بھتی ہر گھر کو ریلیف پہنچ کسی کو اپنی روٹی کا فکر ہے کہ بھتی میں کہاں سے لے لوں ہمیں آٹا کہاں سے ملے گا کیسے کماوں۔ اب ہماری اس cabinet کی اس اسمبلی کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اس کے لئے منصوبہ بندی کرے اور ہم روزگار کے زیادہ موانعے پیدا کریں تاکہ ہر گھر کو ریلیف پہنچ اور جو غریب ہے وہ ایک روزگار کا مالک بن جائے اور اس کے گھر کا چولہا جل سکے۔ روٹ، ہسپتال اور اسکول بن رہے ہیں لیکن غریب کا اس سے کیا واسطہ اس کو تو ان سے روٹی نہیں ملتی اس کو صحت نہیں ملتی۔ ہسپتال بن رہے ہیں لیکن وہاں پر ڈاکٹرز نہیں ہیں اسکول بن رہے ہیں لیکن وہاں پر ٹیچر نہیں ہیں بلکہ میں پڑی ہیں لیکن غریب کو تو ایک وہ چیز چاہیے وہ جا کر اپنے علاقے میں اپنے طور پر کچھ کر سکے۔ دوسرا بات اب امن و امان کے حوالے سے جو حال ہی میں ایک واقعہ بھی پیش ہوا طالب آغا اور انکے تین ساتھی شہید ہوئے اور محترم حاجی عبدالغنی صاحب شہید ہوئے میں ان کی مذمت کرتا ہوں اور بات یہ ہے کہ امن و امان کے مسئلے دیکھتے ہوئے کیا ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ کون لوگ کر رہے ہیں اگر جانتے ہیں پھر بھی نہیں کہتے تو یہ میرے خیال میں اس قوم کے ساتھ زیادتی ہوگی وہ تو یہ الزام اس cabinet اور اس اسمبلی پر لگا رہی ہے کہ آپ نااہل ہیں امن و امان کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس اسمبلی میں موجود جتنے بھی معزز اراکین ہیں شاہد کسی کو یہ پتہ نہیں ہے کہ یہ کیوں اور کیسے ہو رہا ہے کون کر رہا ہے جس کو پتہ ہے وہ بول نہیں سکتا جس کو نہیں کہتے وہ اس حالت میں پڑا ہے کہ بھتی میں کیا کہوں یہ کون کر رہا ہے لوگ مارے جاتے ہیں اور مدعا کپڑا نہیں جاتا ہے کیا ہماری انتظامیہ اتنی بے بس ہے ہمارے ادارے اتنے بے بس ہیں ہر گلی ہر کوچے اور ہر گھر میں ایک ایک نمائندہ ان کا موجود ہوتا ہے لیکن پھر بھی بے بس کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ ہمیں پتہ نہیں ہے کس نے ما رہے کون ہے پورے ایک سال میں جتنی ٹارگٹ کلگ ہوئی ہے کوئی شخص نمونہ کے طور پر پیش کر دیں کہ بھتی یہ شخص پکڑا گیا کیا لوگوں کو پکڑنے کے لئے بھی یہ cabinet نکل کر باہر آئے لوگوں کو پکڑے کیا ذمہ دار لوگ نہیں ہیں جنکی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ جا کر اپنی ذمہ داریاں حسن طریقے سے نبھا سکیں۔ خدارا ہماری اس cabinet کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس کے لئے اچھے طریقے سے پلانگ کریں

اور مرکز جا کر اس سلسلے میں اپنی بات پہنچا سکتیں اور کہیں کہ بھئی خدا کے لئے اب یہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے نہ پولیس ہماری سنتی ہے نہ ایف سی پھر ہم کس کے پاس جائیں ٹار گٹ ٹانگ ہو رہی ہے کوئی پکڑ انہیں جاتا۔ دوسرا بات جناب! پانی کا مسئلہ ہے پورے بلوچستان میں ڈیم تو غالباً ہمارے بجٹ میں دوسو کے قریب تجویز بھی ہو گئے ہیں اور منظوری کے مراحل میں ہیں۔ پچھلے سال بھی دوسو ڈیم منظور ہو چکے تھے لیکن شاہد کسی پر کام شروع نہیں ہو سکا ہے۔ تو ہمارے کوئیہ اور اس کے گرد دونواح میں، میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ ان کے پانی کا مسئلہ حل کرنے کا ایک واحد طریقہ میرے ذہین میں آ رہا ہے وہ برج عزیز خان ڈیم ہے لیکن لوگوں نے ایک واپسیا چھوڑا ہے کہ اس ڈیم کا پانی کھارا ہے۔ یہ سارا پانی بارش کا جو وہاں جاتا ہے اگر سال میں صرف دو بارشیں ہوں تو آپ کے پانی کا مسئلہ وہاں سے حل ہو جائیگا لیکن اس پر توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ پچھلے ادوار میں بیس ارب روپے اسی پانی کے مسئلے پر خرچ ہوئے ہیں لیکن پانی کا مسئلہ کوئیہ کے اس محصر شہر میں بھی حل نہیں ہو سکا۔ برج عزیز خان ڈیم کا جو وہاں پر منصوبہ تیار کیا گیا پتہ نہیں کس وجہ سے وہ سبوتاڑ ہوا لیکن ایک یہ چیز جو میرے علم میں آئی ہے انہوں نے کہا تھا کہ بھئی اس کا پانی کھارا ہے یہ صرف کوئیہ کے لئے نہیں یہ پورے بیٹ کے لئے سودمند ثابت ہوگا۔ جس سے ہمارے پورے علاقے کے پانی کا مسئلہ حل ہوگا اور یہ پانی میٹھا ہے میری تجویز ہے اور request ہے محترم وزیر اعلیٰ صاحب اور اس cabinet سے کہ بھئی اس کے لئے سفارشات تیار کی جائیں مرکز نے جو چار بڑے ڈیم ڈیزیز ہمیں اس صوبے کے لئے دیے ہیں ان میں سے ایک یہ رکھا جائے باقی تین جہاں مناسب ہوں ضرورت ہوں وہیں بنائے جائیں۔ ہمارے مجر آف دی اپوزیشن یا الیڈر آف دی اپوزیشن انہوں نے ایک چیز کی نشاندہی کی کہ 2 لاکھ کے لگ بھگ بلڈوزر ہاورز پچھلے سال ہو گئے ہیں مجھے تو نہیں ملے ہیں پتہ نہیں اور لوگوں کو ملے ہیں یا نہیں اور حال ہی میں 2 لاکھ 80 ہزار بلڈوزر ہاورز دینے کی بات ہو رہی ہے اس کے لیے میں ایک تجویز دیتا ہوں کہ ان گھنٹوں کو مجرمان پر تقسیم کیا جائے تاکہ ہر علاقے کو ریلف فل سکے۔ اور زراعت کے حوالے سے ہماری زمینیں غیر ہموار ہیں اس وجہ سے ہم ان سے فصل نہیں اٹھا سکتے تاکہ زمینداروں کو ریلف فل جائے اور وہ اس سے استفادہ کر سکیں۔ میں ایک بار پھر ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر جناب وزیر اعلیٰ نواب محمد اسلام رئیسانی صاحب وزیر خزانہ میر محمد عاصم کرڈ گیلو صاحب اور پلانگ کے منظر مولانا عبدالواسع صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں اپنے اس دور میں ایک متوازن بجٹ دیا تاکہ ہم اپنے علاقوں کیلئے اس بلوچستان کیلئے اس کو اچھے طریقے سے استعمال کر سکیں۔ شکریہ جناب پیکر!

سردارزادہ رستم خان جمالی (وزیر ایکسائزڈ ٹیکسیشن) : Thank you جناب سپیکر! اب سے پہلے میں نواب صاحب اور فناں منستر کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔ پچھلے ادوار میں ہم سب کو یا ہمارے ایم پی اے صاحبان کو 50 لاکھ سے ایک کروڑ روپے تک ایم پی اے فنڈ ملتا ہا اس سے زیادہ نہیں تھا۔ جیسے ہی یہ گورنمنٹ آئی انہوں نے یہ فنڈ سائز ہے سات کروڑ روپے کر دیا گیا ہے۔ اور اس وفعہ پی ایس ڈی پی اور ایم پی اے فنڈ کو ملا کر 13 سے 14 کروڑ روپے تک مل رہے ہیں جو کہ میرے خیال میں ہر ایک کے لیے بہت زیادہ ہیں اور ہمیں شکر ادا کرنا چاہیے خاص کری ایم صاحب، پریزینٹ صاحب اور پرائم منستر صاحب کا کہ ہمیں اسلام آباد سے پیسے ملے اور ہم اپنی ڈولپمنٹ اسکیمیں کر رہے ہیں اب میں آپ کو اپنے ایکسائزڈ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے، فناں منستر نے تودے دیا ہے پچھلے سال ہمارا ٹارگٹ 51 کروڑ روپے تھا میرے آنے اور کوشش کرنے کے بعد ہم نے یہ ٹارگٹ ایک ارب روپے کر دیا۔ اس میں سے 64 کروڑ روپے ہم recover کر چکے ہیں جو کہ 13 کروڑ روپے اس کے ٹارگٹ سے زیادہ بنتے ہیں۔ جناب سپیکر!

بڑی معدرت کے ساتھ یہ پورا ایک کتابچہ بنایا ہے اس میں ایکسائزڈ ڈیپارٹمنٹ کا نام نہیں ہے جو سب سے زیادہ آپ کو یونیو collect کر کے دیتا ہے تو میں فناں منستر، چیف سیکرٹری اور فناں سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایکسائزڈ ڈیپارٹمنٹ 60 یا 65 کروڑ روپے عوام سے یونیو collect کر کے دیتا ہے اس بجٹ میں ہر ڈیپارٹمنٹ کے لیے مددگاری ہے لیکن میرے ڈیپارٹمنٹ کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ دوسری بات جناب! ہمارے تقریباً 13 ڈسٹرکٹس ایسے ہیں جن میں نہیں اکوئی شاف ہے اور نہ کوئی ای ڈی او ہی بیٹھتا ہے کوئی آفس نہیں ہے۔ میں نے سی ایم صاحب اور فناں منستر صاحب کو ایک بریفنگ دی تھی کہ ہمارے ان 13 ڈسٹرکٹس میں 470 کے قریب پوسٹس vacant پڑی ہیں لیکن ہمیں ٹوٹل 50 پوسٹس دی گئی ہیں۔ اور ان ڈسٹرکٹس میں ہمارے پاس ریزیڈنٹل کالونیز بھی نہیں ہیں جن میں ہمارے لوگ جا کر رہے ہیں یا ان کے لئے کوئی زبانے جا سکیں۔ تو میں سی ایم صاحب سے request کروں گا کہ ہر ڈسٹرکٹ میں گورنمنٹ لینڈ پڑی ہے میرے خیال میں اگر دو دوا بکڑوے دیئے جائیں تو ہم ان میں ایکسائزڈ ڈیپارٹمنٹ کے لیے آفس اور اسٹاف کیلئے ریزیڈنٹل کالونیز بھی بناسکتے ہیں۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب میرا بڑا بھائی بھی ہیں بڑے محترم انکو میں بڑا سمجھتا ہوں انہوں نے ڈریکٹ کا مسئلہ بتایا تو ڈیپارٹمنٹ خان جمالی کے دور میں جب وہ پرائم منستر تھے انہوں نے ڈیرہ اللہ یار، ڈیرہ مراد اور اوسنہ محمد کے ڈریکٹ کیلئے دس دس کروڑ روپے دیئے تھے۔ جناب سپیکر! وہ کام تو شروع ہوا لیکن پیسے پورے نہیں ہوئے اور ڈریکٹ کا براحال ہے ہمارے کئی گھروں کی دیواریں ڈریکٹ کی وجہ سے

گری ہیں اور اوستہ محمد میں ہمارے چار بچے بھی شہید ہو چکے ہیں۔ تو اس کے لیے ہمیں پیسہ دیا جائے تاکہ اس کو پورا کیا جائے۔ 132KV بہت اہمیت کا حامل ہے اوستہ محمد کے لیے ہمارے پاس 66KV گرد اسٹیشن ہے اس کے لئے ہمیں 132KV گرد اسٹیشن دیا جائے۔ میرے خیال میں پورے بلوچستان میں کوئی اور حب کے بعد سب سے زیادہ بجلی اوستہ محمد میں استعمال ہوتی ہے صنعتی علاقہ ہے اس وقت تقریباً 70 کے قریب rice ملز وہاں چل رہی ہیں اور وہ جھل مگسی کو touch کرتی ہیں۔ میں فناں منستر صاحب سے پھر ی request کروں گا کہ ہماری جتنی بھی پوٹھیں vacant ہیں ان پر نظر ثانی کی جائے اور ہمارے ان 13 ڈسٹرکٹ میں کوئی پوست نہیں ہے ان کے لئے ہمیں پوٹھیں دی جائیں تاکہ ہم روینیو پیدا کریں اور collecte کریں۔ اور اگلے سال سے اگر ہمیں یہ 17 پوٹھیں دی جاتی ہیں تو کوشش کریں گے کہ ایک ارب سے زیادہ آپ کو تارگٹ دیا جائے۔ اس میں آپ نے اسپورٹس کے لئے 2% فنڈ رکھا ہوا ہے منستر اسپورٹس صاحب میرے پاس پڑھے ہوئے ہیں لیکن وہ 0.3% اس وقت requires کہ اسپورٹس کے لیے بہت کم ہیں اس کو زیادہ کیا جائے تاکہ ہمارے نوجوان بومیتیات میں یادگار حوصلائی میں اگر لئے اور سب سے بڑی بات، بلوچستان کا ایک ریکارڈ ہے اس وقت پاکستان فٹبال ٹیم کا کیپین اور ہاکی ٹیم کا کیپن آپ کے بلوچستان سے ہیں فٹبال women ٹیم کی کیپن وہ بھی بلوچستان سے ہے میرے خیال میں پورے پاکستان کے تینوں صوبوں کے ہوتے ہوئے یہ تینوں کیپن ہمارے صوبہ بلوچستان سے ہیں تو میں ان کا شکر گزار ہوں کہ ان کی محنت کی وجہ سے وہ اس وقت پاکستان کا lead کر رہے ہیں تو بلوچستان میں بہت زیادہ talent ہے میرے خیال میں اسپورٹس کے لیے بھی آپ کو اتنا رکھنا چاہیے۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی سیکریٹری: شکریہ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 25 جون 2009ء بوقت صبح 11 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کی کارروائی 10 منٹ پر اختتم پذیر ہوئی۔

